آسیہ مرزا

من مورکھ کی بات نہ مانو

عباد گیلانی بلڈ کینسر جیسے موذی مرض میں مبتلا ہے۔ وہ اپنی بیوی مومنہ کو چھوڑ کر اپنے بیٹے حازم کو اپنے پاس رکھ لیتا ہے اور دوسری شادی عاظمہ سے کرلیتا ہے۔ حازم اپنی سوتیلی ماں عاظمہ اور بھائی بابر کے ساتھ اچھی زندگی گزار رہا ہوتا ہے مگر اپنے باپ عباد گیلانی کی بیماری کی وجہ سے فکر مند رہتا ہے جبکہ عاظمہ اور بابر اپنی سرگرمیوں میں مصروف رہتے ہیں۔

حوریہ مومنہ کی بھتیجی اپنی پھوپھو اور اپنی دوست فضا سے بہت محبت کرتی ہے۔ فضا کی ایک امیرزادے سے دوستی ہے اور وہ گھر والوں سے چھپ کر ملتی رہتی ہے۔ حوریہ کو اس بات سے اختلاف ہے' وہ فضا کو سمجھانے کی کوشش کرتی رہتی ہے کہ وہ اس راستے پر نہ چلے۔

عباد گیلانی جب موت کو اپنے قریب دیکھتا ہے تو مومنہ کے باپ یاور علی کو بلاتا ہے اور اپنی غلطیوں کی معافی مانگتا ہے۔ حازم کو خاص طور سے اس کے نانا یاور علی سے ملواتا ہے مگر حازم اپنے نانا سے مل کر اچھے تاثرات کا اظہار نہیں کرتا۔

(اب آگے پڑھیے)

چوتھی قسط





عباد گیلانی کو اپنا بدن یوں اکڑتا محسوس ہو رہا تھا جیسے بدن یکلخت گوشت پوست کے بجائے شیشے کا بن گیا ہو' اب چٹخا کہ اب چٹخا۔

کتنے زمانے پل بھر میں ہی آنکھوں کے آگے لہرا گئے' کتنے موسم ذہن کی سطح سے ٹکرا کر پلٹنے لگے تھے۔

سچ کہتے ہیں کہنے والے۔ اصل مسئلہ یہ نہیں ہوتا کہ کسی معاملے میں آپ کا کتنا نقصان ہوا۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس میں آپ کا ہاتھ کتنا ہے۔ سب کچھ اپنے ہاتھوں سے کھو دینے کا دکھ بڑا ظالم ہوتا ہے۔ یہ ایسا زخم ہوتا ہے' جس پر کوئی مرہم اثر نہیں کرتا۔ کھرنڈ نہیں آنے پاتی۔ اس کو پچھتاوے انگارے کی طرح سلگائے رکھتے ہیں۔

حازم ان کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ نہ رکھتا تو وہ شاید اسی پوزیشن میں کھڑے رہتے۔ مومنہ پلٹ کر جا چکی تھی۔ عباد گیلانی نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے ایک گہری سانس بھری اور یاور علی کی طرف دیکھا۔ یاور علی احساس ندامت سے دل گرفتہ سے بیٹھے تھے۔

''ہاں.... میں نے اسے تمہارے آنے کا نہیں بتایا تھا۔ صرف حازم کا کہا تھا۔'' وہ گویا اقرار جرم کر رہے تھے' یوں ملول تھے۔

''اچھا ہی کیا آپ نے.... اس سے پوچھتے تو وہ کون سا مجھے اس دہلیز پر قدم رکھنے کی اجازت دیتی۔ میرا جرم تو اس رویے سے بھی زیادہ قابل سزا ہے۔''

عباد گیلانی کرسی پر یوں بیٹھ گئے گویا قدموں میں جان نہ رہی ہو۔ وہ یک دم نڈھال اور بیمار نظر آنے لگے۔

☆ ☆ ☆

وہ اعصاب شکن احساس کے ساتھ الٹے قدموں پلٹ گئی تھی۔ یاور علی نے اسے روکنا چاہا تھا۔ حوریہ اس کے پیچھے دوڑ کر آئی تھی اور اسے آگے بڑھ کر تھام لیا تھا۔

مومنہ کو اس نے کرسی پر بٹھا دیا تھا۔ وہ بغیر حیل و حجت مرنے کے انداز میں کرسی پر بیٹھ گئی۔ جیسے پیروں نے جسم کا بوجھ اٹھانے سے یک دم انکار کر دیا ہو اور پھر کرسی کی پشت پر سر ٹکا کر اپنے منتشر اعصاب سنبھالنے کی کوشش کرنے لگی۔

ذہن و دل میں اڈنے والے اس طوفان نے سب کچھ بکھیر کر رکھ دیا تھا۔ ایسا لگ رہا تھا کوئی بند کھڑکی زوردار جھکڑ سے کھل گئی ہو اور کمرے میں موجود ہر شے ادھر ادھر بکھر کر اڑنے لگی ہو۔ حوریہ ان کے لیے پانی لے آئی' مگر وہ یوں ہی بیٹھی رہی۔

''پاپا کو یا مجھے بالکل بھی اندازہ نہیں تھا کہ آپ کا ردعمل اتنا شدید ہو گا۔'' حازم کی آواز ابھری تو حوریہ پلٹی۔ وہ دروازے کے فریم میں ایستادہ تھا۔ مومنہ کے رخ موڑنے پر وہ چلتا ہوا اندر آگیا۔ بلیک پینٹ اور گرے شرٹ میں اس کا نکلتا قد اور بھرپور شخصیت جیسے کمرے میں موجود ہر شے پر حاوی ہونے لگی۔ حوریہ یک دم سمٹ کر ایک طرف ہو گئی۔ وہ مومنہ کے نزدیک چلا آیا۔

''سچ کہتے ہیں خوشی کا کلیہ ہر آدمی کے لیے ایک سا نہیں ہوتا۔ جو بات میرے لیے خوشی کا باعث ہو۔ دوسروں کے لیے اس میں معمولی خوشی بھی نہ ہو۔ شاید یہ اپنے احساسات اور سوچوں سے جنم لینے والی کیفیات ہیں۔ میں شاید زیادہ خوش فہم ہو رہا تھا یہاں آتے ہوئے۔'' یہ کہتے ہوئے' وہ ایک گہری سانس بھرتے ہوئے مبہم سے انداز میں مسکرایا تھا۔ مومنہ اپنی جگہ سے اٹھی تھی۔

ماں بیٹے کے ملاپ کا یہ منظر کیسا تھا' حوریہ سوچ رہی تھی۔ وہ آگے بڑھ کر اپنی ماں کو گلے کیوں نہیں لگا لیتا یا مومنہ پھپھو اس کو سینے سے کیوں نہیں چمٹا لیتیں۔ درمیان میں کوئی انا ہے یا جذبات سرد ہو چکے ہیں۔ وہ دل گرفتہ

سی ہونے لگی۔
مگر یک دم اس نے دیکھا' حازم نے بڑی نرمی اور محبت سے مومنہ کو کندھوں سے تھاما تھا اور مومنہ کا کانپتا وجود بکھر سا گیا۔ وہ حازم کے سینے سے جا لگی۔
حازم نے کسی بڑ شفیق ماں کی طرح اسے اپنے سینے سے لگا کر' اس کے سر پر اپنے ہونٹ رکھ دیے۔ کتنی عجیب سی بات ہے نا..... کبھی کبھی خوشیاں اس طرح غم' ندامت' کسک اور ملال سے مل جاتی ہیں' کہ ان کا اپنا کوئی رنگ نہیں رہتا۔ نہ دل پر کوئی رنگ جمتا ہے نہ ذہن میں خوشی کا کوئی تاثر بنتا ہے۔ یہ کبھی حیرت کی اتھاہ میں ڈوب کر حیرت کا ہی حصہ بن جاتی ہیں۔ کبھی کسی کسک اور ملال میں ڈوب کر پھیکی اور بدرنگ ہو کر دل کو لوٹنے لگتی ہیں' تو کبھی آہ بن کر کسی پچھتاوے کے گرداب میں پھنسی بے حقیقت تنکے کی طرح اڑتی دکھائی دیتی ہے۔

☼ ☼ ☼

نارسائی کی دھند کے اس پار
عشق میں کیا ہے جو ہوس میں نہیں

لذت پر کشادگی کے سوا
باغ میں کیا ہے جو قفس میں نہیں

حوریہ آج اپنی اتنی بڑی خوشی فضا سے شیئر کرنے آئی تھی۔ وہ اسے زبردستی کالج پکڑ کر لے آئی تھی۔ وہ مومنہ پھپھو اور حازم کے ملاپ کی داستان اسے سنا رہی تھی..... مگر فضا کے دھیان کی رو کہیں اور بہہ رہی تھی۔
وہ آج..... اس لڑکے سے ملنے کا دن طے کیے بیٹھی تھی اور یہ ہی بات وہ حوریہ کو بتانا چاہ رہی تھی' مگر سمجھ میں نہیں آرہا تھا وہ اسے کیسے بتائے۔ وہاں کس طرح لے کر جائے۔
"پھپھو..... بہت خوش ہیں فضا۔ میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ وہ اپنے بیٹے سے ایک دن اس طرح ملیں گی۔ حازم اپنے پاپا سے بالکل مختلف ہے۔" اس کا لہجہ کھنک دار تھا۔ جیسے مومنہ کو نہیں خود اسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔
کالج یونیفارم اور سفید دوپٹے کے ہالے میں اس کا چہرہ دھوپ اور جذبات کی تمازت سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی بھوری آنکھوں کے کانچ یوں دمک رہے تھے جیسے ان میں ستاروں کا عکس اتر آیا ہو۔
"کیا بات ہے۔ کیا سوچ رہی ہو۔" وہ اپنی بات ختم کرنے کے بعد فضا کو دیکھنے لگی اور اسے سوچوں میں غلطاں دیکھ کر اس کے آگے ہاتھ ہلایا۔
"پھر سے پریشان ہو رہی ہو۔ گھر میں کوئی مسئلہ تو کھڑا نہیں ہوا نا۔" فضا نے ایک گہری سانس کھینچی اور گھاس کے تنکے سے کھیلتے ہوئے دل گرفتگی سے ہنس دی۔
"اب کہاں خیریت..... ہر گزرتا دن..... تیر کی طرح چبھ رہا ہے۔ اب زندہ رہنا عذاب لگ رہا ہے۔"
"اپنے آپ کو سنبھالنا تو پڑے گا فضا۔ ورنہ تمہارے رویوں سے ہی تمہاری یہ بات لیک (ظاہر) ہو جائے گی۔"
فضا نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "کب تک..... آخر کب تک یہ راز..... راز رہے گا..... کب تک چھپے گی یہ بات..... اس کا کوئی حل تو نکالنا پڑے گا۔"
"ہاں تو نکالتے ہیں نا۔" حوریہ نے نرمی سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"میں اس سے مل کر کوئی حل چاہتی ہوں حوریہ۔"

"ہاں تو... یہ ہی تو میں کہہ رہی ہوں نا... اس سے ملو... اس کو پریشرائز (دباؤ ڈالو) کرو..."

"یہ میں نہیں، تم کر سکتی ہو حوریہ..." وہ اس کی بات کاٹ کر چلانے کے انداز میں بولی۔

"تم مجھے زندگی کی طرف کھینچنا چاہتی ہو... تو تمہیں میرا ساتھ دینا ہو گا حوریہ... ورنہ... ورنہ میں مر جاؤں گی۔" وہ چہرہ ہاتھوں میں ڈھانپ کر رو پڑی۔

"میں..." حوریہ چپ سی رہ گئی۔

"ہاں تم... تم حوریہ... تم ہی اسے قائل کر سکتی ہو۔ تم اسے میری فیلنگز بتا سکتی ہو۔ اسے میری پریشانی بتا کر... پریشرائز کر سکتی ہو۔ پلیز... پلیز حوریہ... مجھے انکار مت کرنا۔ میرے اردگرد اتنا اندھیرا ہے، اتنا اندھیرا ہے۔ اس اندھیرے میں تم ہی روشنی کی کرن ہو میرے لیے۔"

وہ اسے جھنجوڑ رہی تھی۔ التجا کر رہی تھی اور سچ ہی کہہ رہی تھی۔ اس کے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔

"اوکے... مل لیتے ہیں اس سے بھی..." وہ ہتھیار ڈالتے ہوئے بولی۔ فضا کا چہرہ چمک اٹھا۔ آنسوؤں سے لبالب بھری پلکوں کو جھپک کر اس نے حوریہ کو دیکھا۔ دوسرے پل احساس تشکر سے اس سے لپٹ گئی۔

"آئی لو یو حوریہ... آئی لو یو..." اور حوریہ سوچنے لگی کہ وہ جو قدم اٹھانے جا رہی ہے، وہ درست ہے یا نہیں۔ کیا اسے اس لڑکے سے ملنا چاہیے۔ پتا نہیں وہ... اس سے کس طرح بات کرے گی۔ کیا بات کرے گی۔ کس طرح فضا کے حق میں دلائل دے گی۔

وہ بہت کچھ سوچنا چاہتی تھی، مگر فضا نے اس کی سوچ کا ہر راستہ بند کر دیا تھا۔

اس کا رونا، گڑگڑانا، تڑپنا اسے بہت اذیت دے رہا تھا۔ وہ کمزور پڑ گئی تھی۔

☆ ☆ ☆

7UP کا ٹن گھونٹ گھونٹ پیتے ہوئے وہ گلاس وال کے باہر کے منظر کسی حد تک بے دلی اور غیر دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ بلیک پینٹ، وائٹ اور بلیک ڈیزائن کی ٹی شرٹ میں اس کا متوازن جسم بے حد جچ رہا تھا اور اپنی پرسنالٹی کی اسی سحر انگیزی سے وہ خود بھی آگاہ تھا۔ ٹن کا آخری گھونٹ بھر کر اس نے خالی ٹن ٹیبل کی سطح پر پٹخنے کے انداز میں رکھا اور موبائل اٹھا کر فضا کے نمبر پش کرنے لگا۔

اسے یہ انتظار ذہنی آزار لگ رہا تھا۔ وہ درحقیقت فضا تنویر سے ملنے کا کوئی شوق، خواہش نہیں رکھتا تھا۔ فضا جیسی لڑکی اس کی نظر میں اس 7UP کے ٹن کی طرح تھی جسے منہ لگا کر گھٹا گھٹ خالی کیا اور ایک طرف پھینک دیا۔

اس کے یہاں آنے کی اصل وجہ فضا تنویر کی وہ سہیلی تھی جس کا ذکر اس نے بارہا فضا کے منہ سے سنا تھا اور ایک عجیب سا تاثر اس کے ذہن میں بنا ہوا تھا۔ فضا کی باتوں سے ایک خاکہ سا بن گیا تھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا۔ وہ اس خاکے سے کتنا میچ ہے یا متضاد... بقول فضا کے، اس کی سہیلی اسے اپنے اس فرینڈ سے ملنے سے ٹوکتی اور منع کرتی رہی ہے۔ وہ اس کے بوائے فرینڈ کو فلرٹی اور ایک برا انسان کہتی آئی ہے اور آج وہ اس برے انسان سے اپنی اسی سہیلی کے ساتھ خود بہ نفس نفیس آ رہی تھی۔

ایک بھنچی بھنچی تحقیر آمیز مسکراہٹ کے ساتھ وہ فضا کے نمبر پش کر رہا تھا کہ اسی دم ریسٹورنٹ کے مرکزی دروازے سے... فضا اندر داخل ہوتی دکھائی دی، اس کے ساتھ ایک دوسرا سراپا ابھرا... سیاہ چادر کے ہالے میں

مقید چہرہ۔۔۔ دور ہی سے نظروں کو منور کر رہا تھا۔ وہ یک دم سنبھل گیا۔
"واؤ۔۔۔" اس کے ہونٹ سیٹی کے انداز میں سمٹ گئے۔ اعتماد سے قدم اٹھاتی وہ فضا کے ہمراہ اسی طرف آ رہی تھی۔ شاید اس کا اعتماد اس کے بیک گراؤنڈ کا بخشا ہوا تھا یا اس بڑی سی پاکیزہ چادر کا۔۔۔
"میں نے سوچا تم پنکچوئل تو ہو نہیں۔۔۔ شاید پہنچے بھی نہ ہو گے مگر ویری امیزنگ (بہت حیران کن)۔۔۔ تم تو خاصی دیر سے آئے بیٹھے لگ رہے ہو۔" فضا اس کے نزدیک آئی' خالی ٹن' چائے کا خالی مگ اور اورنج جوس کے ادھورے گلاس پر طائرانہ نگاہ ڈال کر حیرت سے بولی۔
مگر وہ فضا کی طرف متوجہ ہی نہیں تھا۔ نہ دیکھ رہا تھا' نہ اسے سن رہا تھا۔ وہ تو فضا کے ہمراہ آئی حوریہ عادل کو دیکھنے میں محو تھا۔ وہ اس کے تصور کے اس خاکے سے بالکل برعکس ثابت ہوئی تھی۔ فضا کی کسی سہیلی کا کم از کم ایسا تصور اس کے ذہن کے کسی بھی گوشے میں ہرگز نہیں بن سکتا تھا۔
"حوریہ پلیز تم بیٹھو۔۔۔ میں موبائل میں بیلنس لوڈ کروا کر آتی ہوں۔" فضا وہاں سے چند منٹوں کے لیے غائب ہو جانا چاہتی تھی۔ حوریہ نے سٹپٹا کر فضا کو دیکھا' مگر وہ اپنی بات کر کے رکی نہیں تھی۔ سامنے کی طرف بڑھ گئی تھی۔ حوریہ گھبرا کر رہ گئی۔ یہ تو اس کے پلان کا حصہ نہیں تھا۔ فضا نے اسے قطعاً" یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ وہاں سے غائب ہو جائے گی۔
"ارے مس حوریہ۔۔۔ بیٹھے نا آپ۔۔۔ جب یہاں تک کا سفر طے کر ہی لیا ہے تو اب یہ ہچکچاہٹ کیسی۔۔۔" اس نے فضا کے جاتے ہی اس کی گھبراہٹ کو محسوس کر کے اپنی مسکراہٹ دبائے ہوئے حوریہ کے بیٹھنے کے لیے کرسی کھینچی۔ ایک خوش گواریت جیسے اس کے لہجے سے چھلک رہی تھی۔ ایسی ہی خوش گواریت کا احساس اس کے دل پر بھی ہوا تھا۔
"پلیز۔۔۔!" اپنی خوش نما آنکھوں کو ہلکی سی جنبش دے کر وہ یوں مسکرایا۔ گویا ان دونوں کے درمیان ایسی بے تکلفی کی فضا ہمیشہ رہی ہو۔
حوریہ کو بے حد مشکل مرحلہ درپیش تھا۔ یہاں آکر اسے احساس ہو رہا تھا کہ اس نے بہت بڑی غلطی کر ڈالی ہے۔ اسے اس لڑکے سے فون پر ہی بات کرنی چاہیے تھی۔ جانے کیوں وہ اس کی شخصیت کے اثر سے گھبرا کر رہ گئی تھی۔ بے شک اس کی نظروں میں وہ ایک بدکردار لڑکا تھا' مگر بظاہر وہ ایک ویل آف فیملی کا بڑا مہذب لڑکا دکھائی دے رہا تھا۔
"جناب! کیا خاطر کریں؟"
"تھینک یو۔۔۔" وہ کرسی کھینچ کر باعث مجبوری بیٹھ گئی اور چادر کا کونا کچھ اور آگے کھینچ کر اس نے اپنی سفید چمکتی پیشانی کو چھپا دیا مگر اس کی آنکھوں کے بھورے کانچ پر سایا ڈالتی پلکوں کا اٹھنا جھکنا بڑا دلچسپ منظر پیش کر رہا تھا۔
"میرا خیال ہے ان تکلفات کو رہنے دیجیے۔ میں کچھ سیریس (سنجیدہ) ٹاپک پر بات کرنا چاہتی تھی۔ فضا کے حوالے سے۔۔۔" وہ یک دم بے مہر اور سپاٹ لہجے میں بولی۔
حوریہ کو اس کی یہ بے تکلفی اور نگاہوں کی تپش گراں گزر رہی تھی۔ اس کا اعتماد ہولے ہولے بکھر رہا تھا' مگر وہ مسلسل خود کو بااعتماد ظاہر کر رہی تھی۔ وہ بھی کرسی کھینچ کر اس کے بالکل سامنے ہی بیٹھ چکا تھا اور گویا اس کے بولنے کا منتظر تھا۔ حوریہ کو وہ بے حد شاطر اور تجربہ کار لگا تھا۔ بات شروع کرنے کے لیے وہ لفظ تلاش کرنے لگی کہ وہ بولا۔
"آپ کو دیکھ کر میں حیرت کے سمندر میں غوطے کھا رہا ہوں۔ کہاں فضا۔۔۔ اور کہاں آپ۔۔۔ آئی مین۔۔۔ کچھ

جوڑی میچ نہیں ہے۔" حوریہ نے اس کی طرف دیکھا اور بولی۔
"دوستی ایک جذباتی رشتہ ہے' کوئی کپڑوں جوتوں کی جوڑی نہیں کہ میچ ہونی چاہیے" اس کی بات پر وہ بے ساختہ ہلکے سے کھنکار کر ہنس دیا۔
"جذباتی... رشتہ... گڈ... اور شاید اسی رشتے نے آپ کو ایموشنل (جذباتی) کرکے یہاں آنے پر مجبور کردیا ہے۔"
"میرا خیال ہے آپ سمجھ دار بھی ہیں اور موقع شناس بھی... کیا خیال ہے... صرف اسی ٹاپک پر بات نہ کی جائے' جس کے لیے مجھے یہاں آنا پڑا ہے۔"
"کس لیے آنا پڑا ہے۔" اس کی آنکھوں میں حقیقی حیرانگی جھلکی تھی۔
"مجھے قطعاً" علم نہیں۔ آپ وضاحت کردیں۔ فضا نے تو مجھ سے یہ ہی کہا تھا کہ اس کی بیسٹ فرینڈ مجھ سے ملنا چاہتی ہے۔" اس نے اپنے تراشیدہ لبوں کو باہم دبا کر بیسٹ کے لفظ کو واضح کیا تھا۔ ایک پل حوریہ کو اپنی پیشانی جلتی محسوس ہوئی۔ اسے لگا وہ اسے بھی فضا کے تناظر میں دیکھ رہا ہے۔ اس کے لبوں پر خفیف سی مسکراہٹ ہنوز کھیل رہی تھی۔ حوریہ نے سوچا اس سے پہلے کہ وہ اپنا بچا کھچا اعتماد بھی کھودے' بات کھل کر' دوٹوک کرکے اس ملاقات کا اینڈ کرلے۔
"دراصل میں آپ سے ایک ریکوئسٹ کرنا چاہتی تھی کہ آپ پروپر طریقے سے فضا کا ہاتھ تھام لیں۔ اس سے شادی کرلیں۔ وہ آپ کو سچے دل سے چاہتی ہے اور..."
"اے... اے... ایک منٹ..." اس نے حوریہ کی چلتی زبان کو بریک لگانے کے لیے ہاتھ اٹھایا۔ اس کے ہونٹوں کے گوشے باہم سکڑے تھے اور مسکراہٹ لحظہ بھر گم ہوئی تھی۔
"سچی محبت... کا اینڈ شادی ہی ہوتا ہے کیا؟" حوریہ نے نا سمجھ میں آنے والے انداز میں اس کی طرف دیکھا' تو وہ بولا۔
"مس حوریہ... فضا سے پہلے ذرا یہ پوچھ تو لیں گے اسے سچی محبت کا مطلب پتا ہے۔ سچی محبت ہوتی کیا ہے۔ وہ جانتی ہے۔ واہ... سچی محبت... ہا۔" اس کا انداز سراسر تمسخرانہ تھا۔ حوریہ' تاہم اپنے اعصاب کنٹرول میں رکھتے ہوئے نیم استہزائیہ انداز میں خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ جواباً" بولی۔
"تو آپ کو سچی محبت کا مطلب پتا ہے مسٹر..."
"بابر..." اس نے جلدی سے اپنا تعارف کرایا۔ "بابر... گیلانی۔"
حوریہ ایک ہلکی سی سانس بھر کر رہ گئی۔ وہ یک دم سگریٹ کا پیکٹ ٹیبل کی سطح سے اٹھا کر کھولتے ہوئے بولا۔
"سوری... مگر کسی بھی خوب صورت موقع پر مجھے سگریٹ کی طلب ہونے لگتی ہے۔ آپ مائنڈ نہ کریں تو میں سلگالوں۔" وہ ایک سگریٹ نکال کر لبوں کے بیچ دباتے ہوئے بولا۔
حوریہ دوسری طرف دیکھنے لگی۔ اسے اپنا ذہن کھولتا ہوا محسوس ہورہا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ "فضا کو بھی یہی کمینہ ملا تھا۔ شاید اس کی یہ ادائیں ہی اسے گھائل کرگئی تھیں۔ وہ سگریٹ سلگا کر ہلکا سا کش لگا کر بولا۔
"میں نے کبھی فضا سے محبت کا کوئی دعوا ہی نہیں کیا۔ کجا سچی محبت..." وہ سگریٹ پیتے ہوئے' بہت سکون سے بول رہا تھا۔
"ہمارے درمیان اس ٹاپک پر آئی مین محبت وجبت پر کبھی بات نہیں ہوئی۔"
"تو پھر... وہ سب کیا تھا۔" حوریہ شاکڈ سی اسے دیکھنے لگی۔ اسے لگا یہ شخص آہستہ آہستہ اپنا مہذب چولا اتار رہا ہے۔

"فلرٹ۔۔۔ دھوکا یا۔۔۔ ایک لڑکی کو شادی کے نام پر بے وقوف بناتے رہنا اور پھر۔۔۔"
"اور۔۔۔ پھر۔۔۔" وہ اس کے رکنے پر بولا اور ٹیبل کی سطح پر ہتھیلی ٹکا کر براہ راست اس کی آنکھوں میں جھانکا۔
حوریہ نے نظروں کا رخ بدل لیا اور سامنے والی کلاک کو تکتے ہوئے ایک بھنچی بھنچی سانس کھینچی۔
"کیا یہ دھوکا نہیں ہے۔ آپ اپنے ضمیر کی عدالت میں سرخرو ہیں' مطمئن ہیں' یہ سب کر کے۔" وہ اس سے نظریں ملائے بغیر بولی۔
"وہ جس گھرانے سے تعلق رکھتی ہے' اس کے لیے اب اس ماحول میں سانس لینا بہت دشوار ہو گیا ہے۔ اسے خواب آپ نے دکھائے تھے۔ تعبیر دینا بھی آپ کا فرض ہے۔"
"چہ خوب۔۔۔ اب اس گھرانے میں سانس لینا دشوار ہو گیا ہے اور اس وقت جب ایک اجنبی مرد کے ساتھ گھر سے نکلنا۔۔۔ اس کے ساتھ گھومنا پھرنا۔۔۔ شاپنگز کرنا۔۔۔ خود کو کیش کرانا۔۔۔ آسان تھا۔ تب سانس لینا دشوار نہیں تھا۔ کوئی خوف' ڈر نہیں تھا۔"
"پلیز۔۔۔ آپ کو کوئی حق نہیں بنتا تھا کہ اس کی عزت کو پامال کرتے۔ زمین پر پڑے ہوئے مال پر بھی نظر ڈالنے کا حق نہیں ہے۔ چہ جائیکہ مال غضب کرنا۔۔۔ اس نے جرم کیا ہے تو آپ بھی اس کے جرم میں برابر کے شریک ہیں' مگر سزا صرف اس کے کھاتے میں کیوں؟"
وہ اپنا اعتماد بحال کر چکی تھی۔ اس کی چمکتی ریشمی لٹ اس کی چادر کے ہالے سے نکل کر اس کے چہرے پر جھول رہی تھی۔ بابر کے لیے یہ بڑا انوکھا اور دلچسپ تجربہ تھا۔ ایک پل اس کا دل چاہا وہ اس کے سرخ ہوتے چہرے پر جھولتی اس لٹ کو چھولے' مگر وہ فضا تنویر نہیں تھی۔ تاہم وہ پرشوق نگاہوں سے اسے تکتے ہوئے اس کی جانب جھکا۔
"ویری امیزنگ۔۔۔" حوریہ جھٹکے سے پیچھے ہٹی۔
"فضا کی فرینڈ۔۔۔ اور ایسی۔۔۔"
"آپ۔۔۔"
"اوکے۔۔۔ اوکے۔۔۔ میں اپنا جرم مانتا ہوں۔" وہ کرسی کی پشت پر ٹکتے ہوئے بولا۔ "مگر یہاں کتنے مجرموں کو سزا ملتی ہے مس حوریہ۔۔۔" کسی کم سن بچے کی سی معصومیت سموتے ہوئے اور مسکینیت طاری کرتے ہوئے حوریہ کو دیکھتے ہوئے بولا۔ پھر یوں سینے کی تہ سے سانس کھینچ کر فضا کے سپرد کی گویا ساری فضا کو افسردہ کر دے گا۔
"آپ اسی لڑکی کے لیے بہت مخلص اور دکھی دکھائی دے رہی ہیں۔ مجھے فضا پر تو نہیں' آپ پر اب بڑا ترس آرہا ہے۔ جو آپ فضا جیسی لڑکی پر ترس کھا رہی ہیں۔"
"آپ بھی ترس کھالیں تھوڑا اس پر۔۔۔ کیا یہ اچھا نہیں ہو گا۔" وہ جل کر بولی۔
"ترس۔۔۔ وہ تو ترس کے بھی قابل نہیں ہے۔" حوریہ نے تحیر سے اسے دیکھا۔
"آپ۔۔۔ اتنے برے خیالات رکھتے ہیں اس کے لیے۔" وہ ہلکے سے ہنسا۔
"اس سے بھی زیادہ۔۔۔ مگر خیر۔۔۔ آپ مزید دکھی ہوں گی سن کر۔۔۔ اور سچ تو یہ ہے کہ میں آپ کو دکھی نہیں کرنا چاہتا۔"
حوریہ نے لب بھینچ لیے۔ اسے لگا اس کی نگاہیں اس کے وجود میں گڑھتی جا رہی ہوں۔ وہ یوں محسوس کرنے لگی جیسے وہ بن چادر کے اس کے سامنے کھڑی ہو۔ ایسی آر پار اتر جانے والی نظریں تھیں۔ وہ جھٹکے سے کرسی دھکیل کر اٹھنے لگی کہ اس کا مضبوط ہاتھ اس کے ہاتھ پر آکر گر گیا۔ اس میں ہلکا دباؤ تھا اور پھر اسی طرف اتنا جھکا کہ پرفیوم کی تیز مہک حوریہ کے نتھنوں سے ٹکرا کر اس کے حواس جھلسانے لگی۔

"ایک شرط پر میں آپ کی بات مان سکتا ہوں۔" اس کا لہجہ لودیتا ہوا تھا۔
"آج کا ڈنر آپ میرے ساتھ میری پسندیدہ جگہ پر کریں گی۔۔۔۔ اور۔۔۔۔" اس کا جملہ ادھورا رہ گیا۔ حوریہ کا ہاتھ بڑی سرعت سے اس کی گرفت سے نکل کر چٹاخ کے ساتھ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔ وہ غصے سے پاگل ہوتی۔ شیرنی کی طرح کرسی دھکیل کر اٹھی تھی۔
"تم۔۔۔۔ بدکردار۔۔۔۔ انسان۔۔۔۔ میں فضا نہیں ہوں' جو تمہاری مکروہ باتوں اور اس بناوٹی پرسنالٹی پر مرمٹوں گی۔ تمہاری اس دولت کی اسیر فضا ہو سکتی ہے' میں نہیں۔ اتنی گھٹیا بات کرنے کی ہمت کیسے ہوئی تمہاری۔"
"حوریہ۔۔۔۔ حوریہ۔۔۔۔ کیا ہو گیا ہے۔ کیا کر رہی ہو یہ۔۔۔۔" فضا لپک کر اسے پکڑنے لگی۔ وہ دوبارہ اس پر جھپٹی تھی۔
"اتنی گندی بات۔۔۔۔ تم نے سوچی بھی کیسے۔ میں۔۔۔۔ میں تمہارا سر پھاڑ ڈالوں گی۔" ریسٹورنٹ کی فضا میں یک دم گویا دھماکا ہوا تھا۔ گو کہ دن کا وقت تھا۔ اکا دکا ہی میزوں پر لوگ تھے۔ وہ بھی اسی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ ریسٹورنٹ کی انتظامیہ بھی حرکت میں آگئی تھی۔
"میری نظر میں' تو تم پہلے بد خصلت اور بدکردار انسان تھے۔ آج ثبوت بھی دے دیا اس کا۔"
اس اچانک حملے کے لیے وہ قطعی تیار نہیں تھا۔ اس کے اعصاب تن گئے تھے۔ وہ تھپڑ کھا کر حواس باختہ ہو گیا تھا اور ٹھٹھرے منجمد اعصاب کے ساتھ کھڑا تھا۔ فوری طور پر اس کے ہاتھ سے اپنی ٹی شرٹ بھی چھڑا نہیں سکا تھا۔
فضا' حوریہ کو پکڑ کر زبردستی ریسٹورنٹ سے باہر کھینچنے لگی۔
حوریہ کے آنکھوں کے بھورے کانچ دہکتے ہوئے انگارے ہو رہے تھے۔ اس کے تن بدن میں آگ کی لپٹیں اٹھ رہی تھیں۔ وہ اس پر ایک نفرت بھری نظر ڈال کر فضا کو ایک طرف دھکیل کر تقریباً" دوڑنے کے انداز میں ریسٹورنٹ کے مرکزی دروازے سے نکل گئی۔

☼ ☼ ☼

درد بس ریت نہیں ہے کہ اسے روند کر آگے بڑھ جائیں
درد صحرا ہے
دہکتا ہوا ظالم صحرا
پاؤں پڑ جائے جو اک بار تو جیون جل اٹھے
رات کسی بیتے ہوئے عشق کی
یادوں میں گزار آئے ہو
تم کہ ویراں کبھی ایسے تو نہ تھے
تم کہ خالی کبھی ایسے تو نہ تھے
تم کہ بکھرے کبھی ایسے تو نہ تھے
اے دل عشق زدہ!

حازم نے کمرے میں جھانکا۔ ڈاکٹر زمان نے عباد گیلانی کو گھر جانے کی اجازت دے دی تھی' مگر یاور علی کے گھر سے واپسی پر عباد گیلانی کی طبیعت اتنی بے کل تھی کہ حازم انہیں اسپتال ہی لے آیا تھا۔
"مجھے نیند آرہی ہے حازم۔۔۔۔ مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ تم گھر جاؤ۔" ان کا لہجہ اتنا دوٹوک اور بے لچک تھا کہ حازم

ناچاہتے ہوئے بھی چلا گیا۔ مگر دوسری صبح ہی صبح وہ اسپتال چلا آیا۔
ڈاکٹر زمان سے میٹنگ کرنے کے بعد وہ ان کے کمرے میں آیا۔ وہ بیڈ پر کروٹ کے بل لیٹے تھے۔ حازم سمجھ نہ سکا کہ وہ سو رہے ہیں یا جاگ رہے ہیں، مگر وہ کچھ دیر گومگو کیفیت میں ان کے سرہانے کھڑا رہا۔ پھر جھک کر آہستگی سے ان کے کندھے کو چھوا۔
"پاپا..." مگر وہ بے جنبش لیٹے رہے۔ حازم نے گھبرا کر ان کا کندھا ہلایا۔ عباد گیلانی نے ایک گہری سانس کھینچتے ہوئے کروٹ بدلی۔
"اوہ...!" حازم کو ان کی آنکھیں گہری سرخ دکھائی دیں۔ اس کا باپ رویا تھا۔ اس نے ان کی آنکھوں کی سرخی کو دیکھا۔ اس نے کبھی مردوں کو روتے نہیں دیکھا تھا، اس کے خیال میں رونا کمزوری کی علامت ہے اور اس نے اپنے باپ کو کبھی کمزور پڑتے نہیں دیکھا تھا۔ مگر آج ان کی آنکھیں کمزور ہونے کی چغلی کھا رہی تھیں۔
"پاپا..." وہ بے ساختہ ان پر جھک آیا۔
"آئی ایم فائن مائی سن..." (میں ٹھیک ہوں میرے بیٹے...) عباد نے اس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں سے لگا لیا اور ایک پل کے لیے آنکھیں زور سے میچ لیں۔ ایک کرب، دل سے نکل کر رگوں میں خون کے ساتھ دوڑنے لگا۔ آنکھیں کھول کر اس نے حازم کو دیکھا۔ حازم کو ان میں پھیلی سرخی کچھ اور تیز محسوس ہونے لگی۔
"میں رات بھر پریشان رہا ہوں... پاپا... آپ کی طرح میں بھی رات بھر جاگتا رہا ہوں۔" وہ کرسی کھینچ کر ان کے سرہانے بیٹھ گیا۔
"کل آپ... جس طرح یاور علی کے گھر سے نکلے تھے اور گھر آنے کی بجائے ہاسپٹل جانے کی ضد کی اور مجھے گھر بھیج دیا۔ یقین کریں پاپا... میں لحہ لحہ بے چین رہا ہوں۔"
"پاگل ہو... دیکھو زندہ ہوں اور بالکل ٹھیک ہوں، ہوں نا...؟" وہ زبردستی مسکرائے اور اٹھنے لگے۔ حازم نے جلدی سے ان کا تکیہ اونچا کر کے بیڈ کراؤن سے لگا دیا۔ وہ تکیے کے سہارے بیٹھ گئے۔ "گھر میں سب ٹھیک ہے؟"
"جی..."
"بابر کو نہیں دیکھا... دو دن سے... وہ بہت لاپروا سا لڑکا ہے... اس کی مجھے بہت فکر رہتی ہے۔" عباد گیلانی کے لہجے میں فکر جھلک رہی تھی۔ پھر حازم کو محبت سے دیکھتے ہوئے بولے۔
"عاظمہ بھی ایک لاپروا عورت ہے۔ تم بابر پر نظر رکھا کرو۔ اسے بزنس کی طرف لے آؤ۔ خالی بیٹھے رہنے سے وہ بے کار کے شغل میں مصروف رہتا ہے۔"
"میں کوشش کرتا ہوں پاپا... کہ وہ آفس میں آئے۔" حازم ان کی دواؤں کا کارڈ چیک کرنے لگا، پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔
"آپ نے ماما سے ذکر کیا تھا کہ آپ یاور علی کی طرف جائیں گے یا ان کے بارے میں کچھ شیئر کیا تھا ان سے..."
"ہوں... کیوں کچھ کہا کیا تم سے اس نے...؟" عباد گیلانی نے چونک کر حازم کو دیکھا۔
"نہیں مجھے تو خیر نہیں کہا کچھ... خیر آپ نے اپنی میڈیسن لی...؟" مگر عباد، حازم کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے تکیے پر سر ٹکاتے ہوئے بولے۔
"ہاں وہ فکرمند ہو گئی ہو گی کہ کہیں میں ماضی کے رشتوں کو پھر سے استوار نہ کر لوں۔ وہ ایک حاسد اور لالچی عورت ہے۔ اسے فقط دولت کی فکر ہے۔ اس کے بٹوارہ ہو جانے کا خوف..." پہلی بار وہ عاظمہ کے بارے میں اس طرح کے ریمارکس دے رہے تھے۔ حازم نے کچھ حیرت سے ان کی طرف دیکھا۔ تاہم کچھ بولا نہیں۔ جبکہ وہ

اپنی ہی دھن میں کہہ رہے تھے۔

"مگر اسے کیا پتا۔ ماضی کا دروازہ میں کھول ہی نہیں سکتا۔ کوئی ٹھنڈا جھونکا میں اپنے لیے چھوڑ کر نہیں آیا۔ بند دروازے کے پیچھے بھی گرم ہوائیں ہیں۔ ان کو کھولنے کی ہمت مجھ میں نہیں ہے۔" وہ بولتے بولتے جیسے لمحوں میں ہی کسی اور احساس کے جہان میں کھو سے گئے۔ مگر دوسرے پل چونکتے ہوئے حازم کی طرف سر اٹھا کر دیکھتے ہوئے بولے۔

"کیا تمہاری مومنہ سے ملاقات ہوئی۔ تم ملے اس سے.... میرا مطلب ہے اپنی ماں سے.... تم نے مجھے کچھ بتایا ہی نہیں۔"

"آپ نے کل موقع ہی نہیں دیا۔" حازم کرسی کھینچ کر ان کے نزدیک بیٹھ گیا۔ پھر مختصراً" بتانے لگا یہ بھی بتایا کہ اسے اپنی ماں سے مل کر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ وہ اس سے ملنا چاہتا ہے بار بار....

"ہاں وہ ایسی ہی ہے اسے ملنے کو بار بار دل چاہے۔" عباد گیلانی دھیرے سے بولے۔ پھر کسی خیال کے سحر سے نکلتے ہوئے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور حازم کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر تھپکتے ہوئے بولے۔

"مجھے بہت خوشی ہوگی جب تم اپنی ماں کے لیے اپنے دل میں اچھے جذبات رکھو گے۔ اسے میری وصیت سمجھ لو حازم.... میں نے اسے بہت دکھ دیے ہیں۔ اس کی ساری زندگی کو بے رنگ' بے نور کر دیا ہے۔ تم اس کا ازالہ کر دینا' میری زیادتیوں کا ازالہ تو ممکن نہیں ہو گا شاید.... مگر تم.... تم اپنی طرف سے جو خوشی اسے دے سکتے ہو ضرور دینا۔" عباد گیلانی کی آنکھوں میں نمی اتر آئی.... پھر وہ حازم کے چہرے کو کھوجتے ہوئے بولے۔

"تمہیں.... مجھ سے کسی لمحے نفرت تو محسوس ہوتی ہو گی' اپنی ماں سے ملنے کے بعد...."

"پاپا.... ایسا کچھ نہیں ہے۔ غلطیاں انسان سے ہی ہوتی ہیں' ہم فرشتے نہیں ہیں۔ آپ ان باتوں کو بھول جائیں۔" وہ رسان سے بولا۔

"بھول ہی تو نہیں سکتا۔"

"اچھا.... میرے ساتھ باہر آئیے.... کہیں آؤٹنگ پر چلتے ہیں۔ میں کل گھر بھی لے کر جا رہا ہوں آپ کو.... ایک ہی ماحول میں رہ کر گھٹن بڑھ جاتی ہے۔" حازم کا انداز قطعی تھا۔ وہ اٹھ کر ونڈو گلاس سے بلائنڈر کی ڈوریاں کھینچنے لگا۔

"یہ گھٹن بیرونی نہیں اندرونی ہے۔" وہ اسے یوں دیکھنے لگے جیسے اس کی یہ کوشش بے معنی ہو۔

"کبھی کبھی بیرونی موسم بھی دل کے موسم پر اثر انداز ہوتا ہے۔ یہ دیکھیے موسم کتنا (خوش گوار) Pleasant ہو رہا ہے۔" حازم نے شیشوں کی سلائیڈ کھول کر باہر کی فضا میں ایک گہری سانس کھینچی عباد گیلانی مسکرا کر اس کی طرف آ گئے۔

"حازم.... تم نے دیکھا حوریہ کو.... بہت پیاری بچی ہے نا...." وہ اسٹک کے سہارے چلتے اس کے ہمراہ کمرے سے باہر نکلتے ہوئے بولے۔

"ہوں...."

"مومنہ سے بہت ملتی جلتی ہے۔ یاور علی بتا رہے تھے مجھے بھی ایسا ہی لگا۔ اس کی آنکھیں تو بالکل مومنہ جیسی ہیں۔" عباد نے کہتے ہوئے حازم کی طرف تائیدی انداز میں دیکھا۔ مگر اس کے چہرے کے تاثرات میں کوئی ردوبدل نہ دیکھ کر بولے۔

"تم نے شاید غور سے دیکھا نہیں اسے۔"

"پاپا.... یہ ابھی حوریہ کا ذکر کہاں سے آ گیا۔"

"بھئی اچھے موسم میں لیے ۔ لوگوں کا ذکر خود بخود نکل آتا ہے۔" وہ پہلی بار کھل کر مسکرائے تھے۔ حازم بھی ہنس دیا۔

"چلیں... دیکھا آپ نے موسم کا اثر ہوا نا آپ پر...."

"حازم... میں حوریہ سے ملنا چاہتا ہوں۔" وہ یک دم بولے تو حازم حیران رہ گیا۔

"وہ بچی مجھے بہت اٹریکٹ کر رہی تھی۔ حازم کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم اس خاندان سے نئے رشتے استوار کرلیں۔" حازم چلتے چلتے رک گیا۔ ایک پل اسے لگا اس کے اعصاب پر پتھر لگا ہو۔

"اچھا چلو... تم پہلے مجھے وہاں لے تو جاؤ۔ میرا دل چاہ رہا ہے یاور علی سے ملنے کو... بہت زیادہ..." وہ بچوں کی طرح بضد ہوگئے۔ حازم انکار نہیں کرسکا۔ وہ بھی لاشعوری طور پر اپنی ماں سے ملنے کا خواہش مند تھا۔

• مگر یہ پاپا... کیا کہہ رہے تھے۔ (نئے رشتے) کمال ہے۔ وہ سر جھٹک کر بولا۔

"آپ بیٹھیے میں ذرا ڈاکٹر زمان سے مل کر ابھی آتا ہوں۔ پھر چلتے ہیں۔" وہ انہیں کمرے میں چھوڑ کر ڈاکٹر زمان کی طرف نکل گیا۔

☼ ☼ ☼

فضا نے اسے بمشکل پکڑا تھا۔ وہ رکشا میں بیٹھ رہی تھی۔ فضا بھی جلدی سے اس کے ہمراہ بیٹھ گئی۔

"حوریہ پلیز... مجھے بتاؤ تو سہی۔ کیا ہوا تم سے اس نے کیا کہہ دیا۔"

"فضا پلیز تم اتر جاؤ اس رکشے سے...." وہ چادر اچھی طرح اپنے گرد لپیٹتے ہوئے سخت لہجے میں بولی۔

"مگر کیوں... مجھے بتاؤ تو سہی...."

"میری زندگی کی یہ پہلی اور آخری غلطی تھی، جو میں تمہارے کہنے پر بلکہ تمہاری ہمدردی میں یہاں آگئی۔ آئندہ مجھ سے ملنے کی کوشش تک مت کرنا فضا۔"

"یہ کیا کہہ رہی ہو حوریہ...." فضا نے اس کا پتھرایا ہوا چہرہ حیرت سے دیکھا۔ "دیکھو پلیز ایسے تو مت کہو۔ میرا تمہارے علاوہ اور ہے کون۔"

"سوری... میں تمہارے لیے کچھ نہیں کرسکتی۔" وہ لہجے کی گرمی دبا کر قدرے نرم ہوتے ہوئے بولی۔ "اب تم جاؤ۔"

"نہیں میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔ تمہیں ڈراپ کرکے پھر جاؤں گی۔" فضا یہ کہہ کر رکشا والے کو حوریہ کے گھر کا راستہ بتانے لگی۔ حوریہ کا چہرہ اتنا سرد اور سرخ ہو رہا تھا۔ جیسے وہ اندر کسی طوفان کو دبائے ہوئے بیٹھی ہو۔ فضا نے اس کے بعد اس سے کوئی سوال نہیں کیا۔ گھر کے سامنے رکشا رکا تو وہ حوریہ کا ہاتھ پکڑ کر بولی۔

"اس گھٹیا آدمی سے جتنی بھی گھٹیا پن کی امید کی جائے کم ہے۔ سوری میری وجہ سے تم ہرٹ ہوئیں۔"

"تمہیں ہر بات بہت دیر میں سمجھ میں آتی ہے۔ پہلے آجاتی تو اتنے طوفان سے نہ گزرنا پڑتا۔" وہ طنزیہ بولی اور چادر اور شولڈر بیگ سنبھال کر رکشے سے اتر گئی۔

رکشا پھڑپھڑاتا آگے بڑھ گیا۔ وہ کچھ دیر کھڑی اپنے اعصاب کو نارمل کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ پھر ایک گہری سانس بھر کر دروازے کی ڈور بیل بجانے لگی۔

☼ ☼ ☼

جس طرح بہت کچھ پانے کے بعد تھوڑا سا کھونا بھی بہت لگتا ہے۔ اسی طرح بہت کچھ کھونے کے بعد تھوڑا سا پانا بھی بہت لگتا ہے اور حازم کو سینے سے لگا کر اسے ہفت اقلیم کی دولت مل گئی ہو۔ جیسے دل کے تپتے صحرا میں

بارش برس گئی ہو۔

''آہ عباد۔۔۔ کتنی بڑی دولت مجھ سے چھین لی تھی تم نے۔ میں تمہیں کیسے معاف کروں۔ بابا کہتے ہیں تم بستر مرگ پر موت کی آہٹیں سن رہے ہو۔ انہیں کیا پتا ان کی بیٹی تو برسوں سے مرگئی ہے۔ مرجانے والے انسان کو تو لوگ دفنا دیتے ہیں۔ مگر جو زندہ جسم میں مردہ روح لیے لیے پھر رہا ہو۔ اپنا لاشہ خود اٹھائے اٹھائے پھر رہا ہو۔ اس کا کیا۔۔۔؟ اس کے غم کا مداوا کیا ہو۔۔۔؟ کیسے ہو۔۔۔؟''

''پھپھو۔۔۔'' حوریہ دروازہ کھول کر اندر آئی۔ مومنہ دوپٹے کے پلو سے جلدی سے آنکھوں کے گوشے پونچھنے لگی اور اسی طرف رخ موڑ کر دیکھا۔

''پھپھو۔۔۔'' وہ یک دم تڑپ کر ان کی گود میں سر ڈال کر بلکنے لگی۔ مومنہ اس کے یوں اچانک رونے پر پریشان ہو گئی۔

''کیا ہوا۔۔۔ حور کیا ہوا میری بچی۔۔۔'' مومنہ نے اسے کندھے سے اونچا کر کے اس کا چہرہ اوپر اٹھایا۔ مگر وہ بلک بلک کر روتی رہی۔

''چلو۔۔۔ رو لو۔۔۔'' وہ اسے پیار سے تھپکنے لگی اور سوچا کہ آنسوؤں سے دل کا غبار نکلتا ہے تو وجود ہلکا پھلکا ہو جاتا ہے۔ وہ پیار سے اس کے بال سہلانے لگی اور کچھ دیر اسے اپنی گود میں رونے دیا۔ پھر وہ چپ ہوئی' تب حوریہ کا چہرہ اونچا کر کے پوچھا۔

''یہ بتاؤ۔۔۔ یہ اتنا بہت سا رونا کیوں آیا میری جان کو۔'' وہ اس کے رخساروں کو اپنی انگلی کے پور سے پونچھتے ہوئے بولی۔

''بس ایسے ہی۔۔۔'' وہ سیدھی ہو بیٹھی اور چہرہ پونچھنے لگی۔

''ایں۔۔۔ ایسا۔۔۔ ایسا کیسے بھئی۔۔۔''

''پھپھو۔۔۔ میں بس آپ کے لیے بہت پریشان ہوں۔'' وہ ان سے نظروں چرا کر بولی۔

''آپ کے بارے میں سوچنے لگی' تو سوچتے سوچتے رونا آگیا۔'' مومنہ نے اسے بغور دیکھا' پھر یک دم خود سے لپٹا لیا۔

''پگلی۔۔۔ میں تو بالکل ٹھیک ہوں۔'' پھر اس کا سر اونچا کر کے اس کے چہرے کو جانچتی نظروں سے دیکھتے ہوئے بولی۔

''کوئی اور بات تو نہیں ہے نا۔۔۔ یوں بھی میں تمہیں آج کل کچھ بجھا بجھا سا پریشان سا دیکھ رہی ہوں۔''

''ارے نہیں پھپھو۔۔۔ ایسا کچھ نہیں ہے۔'' وہ سنبھل کر زبردستی مسکرانے کی کوشش کرنے لگی۔

''پکی بات۔۔۔''

''پکی بات۔۔۔'' وہ ہنسی۔

''اچھا چلو آؤ۔۔۔ میرے ساتھ کچن میں تھوڑی ہیلپ کرو۔''

''کیوں۔۔۔ خیریت۔۔۔ کچھ خاص بنا رہی ہیں۔''

ہوں آؤ' بتاتی ہوں۔ وہ اسے پکڑ کر کچن میں چلی آئیں اور ملازمہ کو ہدایتیں دے کر وہ بھی جلدی جلدی کام میں لگ گئی۔ حوریہ کو کچھ غیر معمولی پن کا احساس ہوا۔

''لگتا ہے کوئی خاص مہمان آرہا ہے۔'' حوریہ نفاست سے کٹے ہوئے کھیرے کو پلیٹ سے۔۔۔۔ اٹھاتے ہوئے بولی۔ مومنہ فریج سے انڈے نکالتے ہوئے مسکرائی۔

''ہاں۔۔۔ حازم آرہا ہے۔ رات کا کھانا وہ میرے ساتھ' میرا مطلب ہے ہمارے ساتھ کھائے گا۔''

"واؤ۔" وہ خوشی سے مسکرا دی۔ "یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ لائیں پھر تو آپ کی اس خوشی میں مجھے بھی پورا پورا آپ کا ساتھ دینا پڑے گا۔" وہ چھیڑتے ہوئے بولی اور انڈے پھینٹنے لگی۔
مومنہ چکن کو میرینیٹ کرنے کے لیے مسالا مکس کرنے لگی۔ حوریہ نے دیکھا ان کے چہرے پر چمکتی خوشی بے حد نمایاں تھی۔

☼ ☼ ☼

بابر جوتوں سمیت بیڈ پر دراز ہو گیا تھا اور آنکھیں بند کر کے خود کو کمپوز کرنے لگا۔ عاظمہ جب اندر آئی تو اس کی آنکھیں ہلکی نیند سے بند ہو رہی تھیں۔
"خدا کی پناہ۔۔۔ ہاسپٹل سے دونوں باپ' بیٹا کب اور جانے کہاں نکل جاتے ہیں' آؤٹنگ کے بہانے۔ بابر۔۔۔۔ — عاظمہ کی اس آواز پر انتہائی بدمزا ہو کر اس نے ایک گہری سانس کھینچی۔
"بابر میں یقین سے کہتی ہوں کہ وہ اپنی سابقہ بیوی سے ملنے جا رہا ہے۔ آج کل اور حازم کو بھی اسی راہ پر لگا رہا ہے۔"
"مام پلیز۔۔۔ آپ چوبیس گھنٹوں میں بیس گھنٹے شور مچاتی رہتی ہیں۔ اگلے بندے کا بھی خیال کر لیں۔ کوئی سو رہا ہے' جاگ رہا ہے۔" اس نے کشن ایک طرف پھینکا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ ناگواری اس کے چہرے سے عیاں تھی۔
"پاپا۔۔۔ کیا کر رہے ہیں۔ کہاں جا رہے ہیں۔ سو رہے ہیں۔ جاگ رہے ہیں۔ آپ کو اتنی انکوائری کی ضرورت کیا ہے' کون سا آپ پاپا کے پہلو سے لگی بیٹھی رہتی ہیں کہ ان کے ہونے اور نہ ہونے سے فرق پڑتا ہے آپ کو۔"
"اچھا۔۔۔ بکواس مت کرو۔ بہت سی باتوں کا فرق پڑتا ہے۔ یہ بتاؤ تم یہ منہ لپیٹے کمرے میں کیوں پڑے ہو۔ چہرے پر بھی بارہ بج رہے ہیں۔"
"تھینکس! آپ کو بھی کچھ دکھائی دیا اپنے سوا۔" وہ تمسخر سے سر جھٹک کر ہنس دیا۔ عاظمہ نے اسے گھور کر دیکھا۔ بابر نے تکیہ سیٹ کیا اور بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور کشن بازوؤں میں دبا لیا۔
"حازم اگر پاپا کا خیال رکھتا ہے تو یہ فکر کی کوئی بات نہیں ہونی چاہیے۔ جو کام آپ کو کرنا چاہیے وہ کر رہا ہے۔ آپ کو تو خوش ہونا چاہیے۔"
"تم نہیں سمجھتے۔" عاظمہ اس کی بات سن کر سر کو خفیف سا جھٹکتے ہوئے بولی۔
"وہ دونوں ان دنوں جس چکر میں پڑے ہیں۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں۔ صرف یہاں تک ہوتا تو مجھے کوئی ٹینشن نہیں تھی۔ مگر بات کچھ اور رخ پر جا رہی ہے۔ خیر۔۔۔ میں خود دیکھ لوں گی۔ تم بتاؤ' کیا بات ہے' طبیعت تو ٹھیک ہے یہ دن میں اس طرح کمرے میں بستر پر پڑے ہو۔" عاظمہ اسے دیکھنے لگی۔
"ٹھیک ہوں۔۔۔ بس ذرا سستی ہو رہی ہے۔ امیر علی سے کہیے پلیز مجھے ایک کپ اسٹرونگ سی چائے بنا کر دے۔" عاظمہ سر کو اثبات میں ہلاتے ہوئے اٹھی اور قد آدم آئینے کے سامنے جا کر اپنا سراپا تکنے لگی۔ پھر بالوں کی سیٹنگ درست کرنے لگی' جو اس کی عادت تھی۔
"مجھے رات کو سبینہ کی طرف جانا ہے' گیٹ ٹو گیدر رکھی ہے' تم چلو گے۔ لائبہ بڑا یاد کرتی ہے تم دونوں کو۔۔۔ مجھے کہتی رہتی ہے خالہ آپ کے دونوں بیٹوں کو تو فرصت ہی نہیں ملتی خاندان میں کسی سے ملنے جلنے کی۔"
بابر بے زاری سے ہنسا۔ "مل لیں گے اس سے بھی کسی دن۔ بڑا شوق ہے اسے ملنے کا مجھ سے۔۔۔"
عاظمہ نے اسے بغور دیکھا۔ وہ مبہم انداز میں مسکرا رہا تھا۔ "کہیں میرا ملنا اسے مہنگا نہ پڑ جائے' ماما۔"

"الٹی سیدھی ہانکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسا ہو نہیں سکتا۔" عاظمہ آئینے کے سامنے سے ہٹ گئی۔
"موڈ ہوا تو آجانا رات کو....." وہ کمرے سے نکل گئیں۔
"اونہہ! فالتو ٹائم نہیں ہے یہاں۔ پہلے ہی دماغ ٹھکانے پر نہیں ہے۔" وہ ہلکے سے بڑبڑایا اور کشن پھینک کر سگریٹ اٹھا کر سلگانے لگا۔
"ارے ہاں....." عاظمہ نے دوبارہ کمرے کا دروازہ کھول کر اندر جھانکا۔
"عباد کا نمبر ٹرائی کر' نا لگ جائے تو پوچھنا ضرور کے دونوں ہیں کہاں اور کہنا مما ہاسپٹل آئی تھیں۔ آپ نہیں تھے۔ میرا نمبر دیکھ کر تو وہ ریسیو کرے گا ہی نہیں۔"
"اوکے....." اس نے سر ہلا دیا اور سگریٹ کا دھواں آنکھوں کے آگے پھیلا کر نگاہیں اس پر مرکوز کر دیں۔ اسے لگا اس دھوئیں کے مرغولے میں حوریہ عادل کا سراپا ابھر رہا ہے۔ تذلیل کا احساس ایک بار پھر اس کی روح پر ٹپکنے لگا۔ وہ نئے سرے سے سلگنے لگا۔
"تو تم حوریہ..... اپنے نام کی طرح پاکیزہ ہو۔"
اس نے آدھی سے زیادہ بچی ہوئی سگریٹ ایش ٹرے میں زور سے مسلی جیسے سگریٹ نہ ہو' حوریہ عادل ہو۔

☼ ☼ ☼

"پھپھو آپ کے یہ صاحب زادے کچھ مغرور قسم کے لگتے ہیں مجھے تو....." حوریہ انہیں چھیڑنے کے لیے بول رہی تھی۔
"ارے نہیں..... وہ ایسا بالکل نہیں ہے۔ تمہیں کیا ایسا لگا۔" مومنہ نے ہاتھ دھوتے ہوئے اس کی دیکھا' پھر ہنس پڑی۔
"مجھے تو ایسا نہیں لگا چلو..... ایسا ہے تو آج غور کرتی ہوں کہ اس میں اس کے باپ کا عکس ہے یا میرا....."
"ارے رے..... میں تو مذاق کر رہی ہوں پھپھو....." وہ گھبرا کر جلدی سے وضاحت کرنے لگی۔
"میں تو ابھی ان سے ٹھیک سے ملی بھی نہیں ہوں۔ نہ کوئی بات چیت ہوئی ہے۔ بس دیکھنے میں ایسا لگتا ہے اپنے پاپا کی طرح خوب صورت بھی اور مغرور سا بھی....."
مومنہ تولیے سے ہاتھ پونچھتے ہوئے ایک لمحے گہری سنجیدگی کی لپیٹ میں آگئی۔ مگر دوسرے پل زبردستی مسکراتے ہوئے اس کے کندھے کو تھام کر کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے بولی۔
"آؤ..... کچھ دیر آرام کر لو۔ تم بھی تھک گئی ہو گی۔ میرے ساتھ لگی ہوئی تھیں۔" وہ دونوں ابھی کمرے میں آکر بیٹھی تھیں کہ ملازمہ انہیں بلانے آئی۔
"باجی جی..... وہ حازم صاحب آگئے ہیں۔" مومنہ جھٹکے سے بیڈ سے اٹھی اور حوریہ کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکلی۔
"اتنی جلدی آگیا۔ وقت کا ہنکچوئل بھی ہے۔" ان کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح چمکنے لگا تھا۔ اسی وقت رقیہ بھابھی بدحواس سی لاؤنج میں آئیں۔
"مومی..... وہ..... حازم..... آیا ہے۔" وہ رک کر پھر نظریں چرا کر مزید بولیں۔ "عباد کے ساتھ....."
مومنہ جو جوش خروش سے پلٹی تھی۔ وہیں ٹھٹک گئی۔ "عباد..... وہ کیوں آیا ہے۔" وہ جیسے خود سے بولی۔ پھر ہلکی سانس بھر کر اپنے اعصاب کو سنبھالتی بولی۔
"بانو انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھاؤ۔" بانو پلٹ گئی۔ رقیہ بھابھی اس پر ایک نظر ڈال کر لاؤنج سے چلی گئیں۔ اسی

وقت حازم لاؤنج میں داخل ہوا۔
"کوئی فارملٹیز کی ضرورت نہیں ہے مما! میں اپنی ماں کے گھر آیا ہوں۔ نانا کے گھر آیا ہوں۔ ڈرائنگ رومز فارمل مہمانوں کے لیے ہوتے ہیں۔" وہ بڑی بے تکلفی سے کہتا ہوا مومنہ کے پاس آیا اور بے حد محبت سے اسے خود سے لپٹا لیا۔
"ارے حازم..." انہوں نے بھی بے حد محبت سے اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھ دیے۔
حازم کو لگا اس کے خون میں کوئی میٹھا سیال دوڑنے لگا ہو۔ اس کی رگ رگ میں ٹھنڈک آمیز سکون اترنے لگا ہو۔ شدت محبت سے اس کے بازوؤں کا گھیرا مومنہ کے گرد تنگ ہو گیا۔ مومنہ کا بدن اس کے مضبوط کڑیل بیٹے کے توانا بازوؤں میں خوشی اور محبت سے کانپنے لگا۔ حازم نے نرمی سے اسے صوفے پر بٹھا دیا اور خود اس کے سامنے بیٹھ گیا۔
"حوریہ ادھر آؤ۔" مومنہ یک دم حوریہ کی طرف متوجہ ہوئی۔ حازم کا ہاتھ ان کے ہاتھ میں تھا۔ جسے وہ اس طرح پکڑے ہوئے تھی۔ جیسے کوئی خوف زدہ بچہ اپنے کسی بڑے کا ہاتھ کھو جانے کے ڈر سے پکڑے ہوئے ہو۔ حوریہ ان دونوں کے ملاپ کا یہ خوب صورت منظر دلچسپی اور عقیدت سے دیکھ رہی تھی۔ مومنہ کی پکار پر چونکی اور کچھ جھجک کر اس طرف آگئی۔
مومنہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ بٹھا لیا اور حازم سے بولی۔ "ابھی ہم دونوں تمہارا ہی ذکر کر رہے تھے۔"
"اوہ۔ اچھا..." اس نے مومنہ سے نظریں بچا کر حوریہ پر ایک بھرپور نگاہ ڈالی۔ سیاہ اور نیلے کنٹراس کے لباس میں وہ عجیب مہکی مہکی شام کا حصہ لگ رہی تھی۔
"ارے... کچھ خاص نہیں بس یوں ہی پھپھو کو چھیڑ رہی تھی۔" وہ گھبرا کر جلدی سے بولی۔ مبادا مومنہ وہ مغرور والی بات نہ کر دیں۔ مومنہ اس کی گھبراہٹ پر مسکرا دی' پھر بولی۔
"دراصل اس دن میں نے تم سے حوریہ کا ٹھیک سے تعارف نہیں کرایا تھا۔"
"ان کا تعارف تو نانا جان نے بہت اچھی طرح کروا دیا ہے۔ مجھ سے اور پاپا سے بھی... اور پاپا تو انہیں دیکھ کر پہچان گئے تھے کہ یہ آپ کے پلو سے بندھی کوئی چیز ہیں۔"
اس کا انداز نیم مزاحیہ تھا۔ عجیب خوش گواریت اس کے لہجے میں اتری ہوئی تھی۔ شاید یہ ایک ماں کے سینے سے لگنے کا اعجاز تھا۔ مومنہ حیرانگی سے ہنس پڑی۔
"اچھا... پاپا... نے تعارف بھی کروا دیا۔ چلو اچھی بات ہے۔"
حوریہ 'حازم کے انداز اور نگاہوں سے خفیف سی ہو کر رہ گئی تھی۔ بظاہر سنجیدہ نظر آنے والے شخص سے مذاق کی اسے توقع نہیں تھی۔
"ارے... یہیں بیٹھے بیٹھے ساری باتیں کریں گے کیا۔ چلو اٹھو۔" مومنہ کہتے ہوئے صوفے سے اٹھ گئی۔ حازم بھی ان کے ساتھ اٹھا' مگر ان کا ہاتھ پکڑ کر انہیں یہیں روکتا ہوا ہلکے سے ہاتھ پر دباؤ ڈالتے ہوئے بولا۔
"مما... آپ پاپا سے ایک بار مل لیں۔ فقط ایک بار... بس..." مومنہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اس کی گرفت سے اپنا ہاتھ کھینچنا چاہا' مگر گرفت اور مضبوط ہو گئی۔ "میں آپ کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتا۔ میں جانتا ہوں کوئی رشتہ نہیں ہے آپ کے اور پاپا کے درمیان میں... مگر..."
"جب جانتے ہو' پھر کیوں اس طرح کی بات کر رہے ہو۔" وہ اپنے اعصاب ایک بار پھر بکھرتے محسوس کرنے لگی۔
"پاپا کی کنڈیشن کے پیش نظر میں انہیں بھی ہرٹ نہیں کرنا چاہتا۔"

"وہ مجھ سے کیوں ملنا چاہتا ہے حازم؟ جبکہ میرا ان سے کوئی رشتہ ہے نا تعلق۔ ہم دونوں بہت پہلے ہی دو الگ الگ راستوں پر نکل گئے ہیں۔"

"میں جانتا ہوں مما... مگر آپ انہیں انجان شخص سمجھ کر مل لیں۔ بلکہ یوں سمجھ لیں کے اپنے بیٹے کے کسی جاننے والے سے ملنا ہے آپ کو۔ جو اجنبی ہے۔"

"نہیں حازم..." وہ یک دم بکھر گئی۔

"وہ اجنبی نہیں ہے میرے لیے۔ یہ تم اچھی طرح جانتے ہو۔ وہ ماضی ہے میرا۔ ایک تلخ اور تکلیف دہ ماضی..."

مومنہ اس کی گرفت سے ہاتھ چھڑا کر صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی۔ حازم مضطرب انداز میں ان کے سامنے جھکا۔

"اگر میں کہوں۔"

"حازم... تمہاری مما ٹھیک کہتی ہے۔ میں ایک تکلیف دہ ماضی ہوں، جسے کھول کر وہ نئے سرے سے اذیت سے دوچار ہی ہوں گی۔" عباد گیلانی کی آواز ابھری تو حازم نے پلٹ کر دیکھا۔ وہ لاؤنج کے دروازے پر کھڑے تھے۔ پھر اسٹک کے سہارے آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا اندر آیا۔ مومنہ نے بے اختیار عباد گیلانی کی طرف دیکھا تھا۔

"تم شکوہ کرنے میں حق بجانب ہو۔ میں مدت سے منتظر تھا کہ کوئی مجھ سے گلہ کرے۔ میرے کردہ گناہوں کا مجھ سے حساب مانگے۔ سنگ ملامت برسائے مجھ پر..."

مومنہ نے جلدی سے نظریں پھیر لیں اور گناہ عظیم سمجھتے ہوئے رخ بھی موڑ لیا اور بے مہر لہجے میں بولی۔ "میں شکوہ نہیں کر رہی ہوں۔ کیا حق رکھتی ہوں شکوے کا۔ یوں بھی حقیقتوں کی تلخیوں کو برتتے برتتے اتنا وقت گزر چکا ہے کہ ہر شے بے معنی ہو کر رہ گئی ہے۔" وہ کرب سے مسکرائی۔

"آہ... اپنے ہاتھوں سے سب کچھ لٹا دینے، کھو دینے کا دکھ ناقابل برداشت ہوتا ہے۔" عباد گیلانی، مومنہ کو ماضی کے تناظر میں دیکھ رہے تھے۔ انہیں لگا ماضی کا دریچہ ان کے سامنے وا ہو گیا ہو۔ جب وہ تتلی تھی اور وہ پیچھے بھاگتے دوڑتے جا رہے تھے۔ اور پھر وہ تتلی ان کے ہاتھ میں آ گئی۔ اس تتلی کے رنگین پروں کی ملاحت اور حسن سے لطف اٹھاتے۔ وہ اس کا ایک ایک رنگ نوچ کر پھینکتے چلے گئے۔

مگر... وہ بکھر کر بھی سمٹے ہوئے تھی اور وہ خود سمٹ کر بھی بکھر گیا تھا۔

مجھے تھا زعم، میں بکھر گیا محسن
وہ ریزہ ریزہ تھا وہ اپنے اختیار میں تھا

وہ گہری اور تھکی تھکی سی سانس بھرتے ہوئے چلتے ہوئے مومنہ کے دائیں طرف آ کر رک گیا۔

"کیا تم مجھے چند لمحے دے سکتی ہو۔ میں احسان مند رہوں گا تمہارا۔" اس کا لہجہ ملتجی تھا۔ مومنہ نے اس کی طرف رخ نہیں کیا اور اس کی بات سنی ان سنی کرتی یہاں سے جانے کے لیے قدم اٹھانے لگی کہ حازم نے ان کے کندھے پر نرمی سے ہاتھ رکھ دیا۔

"مما... اسے آپ پاپا کی نہیں۔ میری التجا سمجھ لیں۔" مومنہ نے تڑپ کر حازم کو دیکھا تھا۔

"سوری مما... میں آپ کو ہرٹ نہیں کرنا چاہتا۔ مگر پاپا... حقیقتاً" نادم ہیں۔ وہ ایک بوجھ لے کر یہاں تک آئے ہیں۔ کیا آپ میری خاطر ان کے کندھوں سے یہ بوجھ نہیں اتار سکتیں۔"

عجیب جان سوز ساعتیں تھیں۔ ایک طرف عمر کو رائیگاں کر دینے والا۔ مجرم، قاتل دوسری طرف برسوں کے بعد ملی اولاد۔ اس نے حازم کی طرف ایسے دیکھا جسے کوئی قتل ہونے والا آخری ساعتوں میں اپنے قاتل کو دیکھتا

ہے۔ حازم ان کو دلی کیفیت سے بے خبر تھا۔ اس کے پیش نظر اس وقت شاید اس کے باپ کی ملتجی نظریں تھیں۔
وہ معافی کے چند سکوں کی بھیک مانگ رہے تھے اور یہ ہی بات حازم کے لیے ناقابل برداشت تھی۔ اس نے اپنے باپ کو کبھی اس طرح گڑگڑاتے۔ ٹوٹتے ' بکھرتے نہیں دیکھا تھا۔ ان کے اعصاب کی یہ توڑپھوڑ ' خستہ حالی اسے اذیت دے رہی تھی۔
وہ اپنے باپ کو اس قدر چاہتا تھا۔ اس کی آنکھوں میں اس کے باپ کے لیے بھیک تھی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا وہ اپنے باپ کے لیے اپنی ماں کے پیروں میں بھی بیٹھ جاتا۔ مومنہ کو اس کی شدت سے اندازہ ہو رہا تھا۔ اس کے دل کے اندر جیسے کچھ ٹوٹ سا گیا۔
"مجھے نہیں پتا تھا حازم کے تم فقط اپنے باپ کے ہمدرد ' دوست اس کے رفیق بن کر یہاں تک آئے ہو۔ اس کی راہوں کو آسان کرنے کے لیے مجھے محض استعمال کرنے۔" اس نے بظاہر نرمی سے حازم کا ہاتھ اپنے کندھے سے ہٹادیا۔ مگر اس نرمی میں بلا کی سرد مہری تھی۔
"نہیں.... مومنہ.... حازم تم سے بہت محبت کرتا ہے۔" عباد جلدی سے بولا۔
مومنہ پھیکے انداز میں ہنس دی.... "محبت.... ایسی ہی محبت جیسی برسوں پہلے تم نے کی تھی مجھ سے...." اس کا لہجہ استہزائیہ یا تمسخرانہ نہیں تھا ' بلکہ ملول اور یاسیت زدہ تھا۔ اپنی مرضی میں ملفوف محبت.... "نہیں حازم.... غرض کو محبت کا چولا پہنا دینے سے وہ محبت نہیں بن جاتی۔"
وہ حازم پر ایک متاسفانہ نظر ڈال کر رخ موڑ گئی۔ حازم تڑپ کر رہ گیا۔ وہ بے ساختہ حوریہ کی طرف دیکھنے لگا۔ شاید وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اس کی ماں کیا کہہ رہی تھی اور کیوں؟
"میری محبت بے شک تمہارے لیے آزار بن گئی ' مگر حازم کے جذبات پر تم شک مت کرو۔ بے شک وہ تم سے دور رہا ہے۔ مگر دور رہنے سے رشتہ ختم نہیں ہو جاتا۔ یہ خون ہے تمہارا۔ تمہیں اپنے خون پر شک نہیں ہونا چاہیے۔"
"وہ میرا ہی نہیں۔ آپ کا بھی خون ہے۔ اس کی رگوں میں آپ کا خون دوڑ رہا ہے۔ وہ آپ کی تربیت میں رہا ہے۔"
"پھپھو.... پلیز.... یہ.... یہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ.... خود کو سنبھالیں.... عباد انکل کا غصہ.... حازم پر کیوں نکال رہی ہیں۔" حوریہ.... ان کے نزدیک آئی۔
یاور علی دروازے تک آئے تھے ' مگر پھر پلٹ کر واپس جا رہے تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ عباد اور حازم اپنی جنگ خود لڑیں۔ وہ خود کو ان کے درمیان میں نہیں رکھنا چاہتے تھے۔ ہاں حوریہ کا حازم کے لیے بولنا۔ انہیں جانے کیوں اچھا لگا۔ مومنہ صوفے پر بیٹھ گئی اور دونوں ہاتھوں میں چہرہ ڈھانپ لیا۔
"میں تمہارا مجرم ہوں۔ تم مجھے معاف کرو نہ کرو۔ یہ تمہاری اپنی مرضی ہے ' مگر حازم تمہاری امانت تھا میرے پاس.... میں نے اسے تمہاری طرف کا راستہ دکھا دیا ہے۔ بلکہ پہنچا دیا ہے اب تم اپنی ملکیت کو قبول کرتی ہو یا نہیں۔ یہ تمہارا اپنا فیصلہ ہوگا۔"
"ہاں.... تم نے حق ادا کر دیا۔" مومنہ جیسے پھٹ پڑی۔
"بیس سال کے بعد میری امانت مجھے لوٹانے کا خیال آگیا تمہیں۔ وہ بھی اس لیے کہ.... تمہیں تمہاری زندگی پر اعتبار نہیں رہا۔ موت کی آہٹیں تمہیں اپنے نزدیک محسوس ہو رہی ہیں۔ واہ.... عباد گیلانی.... واہ.... تم نے بڑا اچھا حق ادا کر دیا۔ مجھے میری امانت لوٹانے کا.... اسے راستہ دکھانے کا۔ یہ احسان تم نے بڑی جلدی ادا کر دیا۔" اس کا لہجہ بکھر گیا۔

"چلے جاؤ۔ خدا کے لیے تم دونوں یہاں سے چلے جاؤ۔ مجھے اب کسی کی بھی محبت پر اعتبار نہیں کرنا۔" وہ غصے سے بول رہی تھی۔

"میں عادی ہو گئی ہوں۔ اسی طرح جیتے رہنے کی۔ کسی کی ضرورت نہیں رہی مجھے۔ چلے جاؤ حازم... تم بھی چلے جاؤ یہاں سے... حوریہ... حوریہ پلیز... انہیں کہو... یہ چلے جائیں یہاں سے..."

وہ ہانپ گئی' پھر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ یاور علی کے کمرے میں موجود عادل بھائی اور رقیہ بھابھی مومنہ کے اس طرح رونے بلکنے پر پریشان سے ہو کر اپنی جگہ سے اٹھے۔ مگر یاور علی نے ہاتھ اٹھا کر انہیں کمرے سے باہر جانے سے روک دیا۔

"نہیں... عادل... اسے اکیلا چھوڑ دو۔ اسے رونے دو۔ اس کا یہ رونا بہت ضروری تھا۔ تمہیں تو پتا ہے۔ یہ برسوں بعد روئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ دل میں دبا غم' غصہ' وہ آگ جو برسوں سے بھری پڑی ہے ان آنسوؤں کی صورت بہہ جائے۔ بہہ جانے دو یہ سب لاوا۔" عادل بے ساختہ ایک سانس کھینچ کر کرسی پر ڈھیلے انداز میں بیٹھ گیا۔

یاور علی ٹھیک کہہ رہے تھے۔ وہ برسوں بعد روئی تھی۔ یہ دھواں نکلنا ضروری تھا۔ یہ آگ اسے اندر ہی اندر جھلساتی رہی تھی۔ یاور علی کی آنکھوں میں نمی تیر رہی تھی۔

"میں عباد کو یہاں آنے سے اسی لیے روک نہیں رہا تھا' میں چاہتا تھا وہ ایک بار ضرور آئے' اپنی غلطیوں کی معافی مومنہ سے ضرور مانگے۔ وہ معاف کرے نہ کرے' مگر اس کے بے قرار دل پر قرار کے چھینٹے ضرور گریں گے۔ اس کی بے چین زندگی میں یہ احساس سکون بن کر ضرور اترے گا کہ عباد نے اس کی قدر کی۔ آخری لمحوں میں ہی سہی' مگر کی تو... یہ رونا اس کے لیے سودمند ہے۔ اسے کھل کر رونے دو۔"

وہ اپنی اسٹک کے سہارے ادھر ادھر کمرے میں چکر کاٹتے ہوئے جیسے خود سے بول رہے تھے۔ ان کی آنکھوں میں نمی کی چادر دبیز ہو رہی تھی۔

✡ ✡ ✡

فضا دن بھر بابر سے رابطہ کرنے میں لگی ہوئی تھی۔ شام کو کہیں جا کر اس نے اس کا فون ریسیو کیا۔ چھوٹتے ہی بولا۔

"کیا مصیبت ہے۔ کیا ایک ہی کام رہ گیا ہے تمہاری کالز ریسیو کرتا رہوں۔ یا میسج پڑھتا رہوں۔" وہ برا فروختہ ہو رہا تھا۔

فضا کے دل پر تیر سا کھب گیا۔ یہ اس کا لہجہ اس کے محبوب کا لہجہ تو نہ تھا' وہی محبوب جو اس کی آواز پر دلکش شعر پڑھتا تھا۔ اس سے ملنے کو بے قراری دکھاتا تھا۔ محبت' ہوس کا چولا پہننے کے بعد کس طرح فنا ہو گئی تھی۔

ہاں... مگر اس نے محبت ہی کب کی تھی۔

محبت بھلا کب مرتی ہے۔

"اب بول بھی دو کیوں فون کیے جا رہی ہو۔" اس کی خاموشی پر وہ چڑ کر بولا۔

"بابر... تم نے حوریہ سے کیا کہہ دیا تھا کہ وہ اتنی ہرٹ ہوئی ہے۔ اتنا غصہ آ گیا تھا اسے..."

"اوہ... ہو... تو تمہیں یہ پریشانی ہے۔" وہ یک دم ہنسا۔

"اپنی اسی پاکیزہ نیک نام دوست سے ہی پوچھ لو۔ میرا سر کیوں کھا رہی ہو۔"

"بابر... پلیز کیا ہو گیا ہے' تم کس لہجے میں مجھ سے بات کر رہے ہو۔"

"دیکھو فضا... اس وقت میں بہت بزی ہوں۔ آفس میں بیٹھا ہوں اور میرے آگے بہت ضروری فائلز کھلی پڑی ہیں۔ جنہیں میں دیکھ رہا ہوں۔ تم مجھے ان فضول باتوں میں الجھاؤ مت۔"

"میں بھی تو صبح سے تمہیں کال کیے جارہی ہوں۔ تم ریسیو ہی نہیں کررہے تھے۔" "فارغ نہیں تھا۔ یہ بتاؤ بس یہ ہی پوچھنے کے لیے کال کررہی ہو۔" وہ ذرا سا نرم رویہ اختیار کرتے ہوئے بولا۔

"میں ملتا ہوں تم سے... پھربات کرتے ہیں؟" فضا کا چہرہ کھل اٹھا۔

"کب... کب مل رہے ہو۔"

"کل..."

"وعدہ کرو..." اس کا دل اتھل پتھل ہونے لگا۔

"وعدہ بھئی... کل تم کو کالج سے پک کرتا ہوں۔ اوکے' اب فون بند کروں۔"

"اوکے... بائے۔" فضا سرشار ہو کر بولی۔ اور موبائل آف کرکے جوں ہی پلٹی اپنے پیچھے کھڑی جہاں آرا کو دیکھ کر چکرا گئی۔

"کھوج تو میں لگا ہی چکی تھی تیرے ان کرتوتوں کی۔ آج تو رنگے ہاتھوں پکڑی گئی ہے۔"

"کک... کیا... کیا مطلب آپ کا۔"

"مطلب بھی بتاتی ہوں۔ پہلے ذرا تم اس بابر شابر کا اتا پتا بتادو۔ جس سے ملے بغیر تمہیں چین نہیں آتا۔" وہ دم سادھے رہ گئی۔

"سب پتا کرایا ہے بڑی سی سفید گاڑی میں آتا ہے۔ بہت مال دار ہے اور تمہارے موبائل سے میں نے اس کا نمبر بھی لے لیا ہے۔ اب تم خود ہی شرافت سے سب کچھ اگل دو۔ اسی میں تمہارا بھلا ہے۔"

جہاں آرا اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے زور سے کھینچ کر مسہری پر اپنے پاس بٹھالیا اور آنکھیں چڑھا کر اسے گھورنے لگی۔

فضا مجرموں کی طرح سر جھکائے بیٹھی رہ گئی تھی۔

☼ ☼ ☼

بابر' فضا کے فون کے بعد اپ سیٹ دکھائی دے رہا تھا۔ اس نے کھولی ہوئی فائل بند کی اور سگریٹ سلگا کر ریوالونگ چیئر کی بیک سے لگ کر دھیرے دھیرے سگریٹ پینے لگا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اسے اب فضا سے ملنا ضروری ہو گیا تھا۔ وہ حوریہ کے بارے میں زیادہ سے زیادہ انفارمیشن حاصل کرنا چاہتا تھا اور اب یہ خواہش روز بروز زور پکڑتی جارہی تھی۔ تھپڑ کا وہ سلگتا احساس اسے اب اپنے گال پر نہیں دل پر محسوس ہو رہا تھا۔

حازم آفس میں داخل ہوا تو بابر کو خلاف معمول دیکھ کر حیران ہوا۔ مگر یہ حیرانگی خوش گوار تھی۔ وہ مسکرا دیا۔

"ویری گڈ... تمہیں یہاں اس چیئر پر بیٹھا دیکھ کر خوشی ہوئی ہے۔" حازم کی آواز پر وہ اپنے خیالات سے چونکا۔

"اوہ..." وہ سیدھا ہو بیٹھا اور سگریٹ ایش ٹرے میں دبا کر بجھادی۔

"میں نے سوچا' تم آج کل پاپا کو فل ٹائم دے رہے ہو' تو میں تمہاری کچھ ہیلپ کروں۔ کیا کہتے ہیں وہ... ہاں کام میں ہاتھ بٹانا۔" حازم دھیرے سے مسکرایا اور کرسی کھینچ کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے بولا۔

"میں تو ٹائم دے ہی رہا ہوں' مگر تھوڑا تم بھی ان کے لیے وقت نکال لیا کرو۔ یہ ذمہ داری ہے تمہاری۔" اس کے لہجے میں بڑا بھائی ہونے کے ناطے تنبیہہ تھی۔

"مما بتا رہی تھیں کہ پاپا کل گھر میں شفٹ ہو رہے ہیں۔ میں نے سوچا وہیں ان کو ویل کم کروں گا۔" وہ بولا تو حازم فقط ہنکارا بھر کر رہ گیا۔

"اچھا یہ بتاؤ... یہاں اتفاقیہ نظر آرہے ہو یا مستقل جوائن کرنے کا ارادہ ہے۔"

"آج تو اتفاق ہی سمجھ لو۔" وہ ہنسا' پھر بولا۔ "یہ شبیر صاحب نے دماغ کھپا دیا میرا۔ کیسے کیسے آدمی رکھے ہوئے ہیں پاپا نے اس آفس میں۔ دو دن میں چھٹی کردوں میں تو ان سب کی۔" حازم نے یکلخت سنجیدگی کی لپیٹ میں آتے ہوئے اسے دیکھا اور تنبیہہ لہجے میں بولا۔

"ایسی کوئی بھی حماقت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سب بہت کام کے آدمی ہیں۔ سنا نہیں تم نے۔ اولڈ از گولڈ۔"

بابر نے سگریٹ کا پیکٹ کھول کر ایک سگریٹ نکال کر لبوں کے باہم دبائی اور لائٹر کا شعلہ دکھایا۔ دوسرے پل سگریٹ کی ٹاپ پر ننھا بے ضرر سا شعلہ چمکنے لگا۔

"اولڈ ہی اولڈ نظر آتے ہیں مجھے تو... اینی وے..." بابر ایک سانس کھینچ کر ٹیبل کی سطح پر ہتھیلیاں جما کر کھڑا ہو گیا۔

"میں اب نکلوں گا۔ آج کے لیے اتنا ہی بہت ہے۔" وہ اپنی بات پر خود ہی ہنسا۔ پھر پلٹتے ہوئے جیسے کچھ یاد آیا تو... حازم کی طرف رخ موڑا۔

"اوہ... مجھے تو یاد ہی نہیں رہا۔ کونگریجولیشن۔" وہ مبہم انداز میں مسکرایا۔ حازم نے نا سمجھ آنے والے انداز میں بھنویں اچکا کر اسے دیکھا۔

"تمہاری رئیل مدر سے تمہاری ملاقات کا سن کر دلی مسرت ہوئی۔ مما بتا رہی تھیں مجھے کہ پاپا کی بیوی آئی مین ایکس وائف یعنی تمہاری مام سے تم ملنے لگے ہو۔"

حازم کے اعصاب پر ایک لمحے ایسا اثر ہوا جیسے وائلن کے سخت تنے ہوئے تاروں پر کوئی کھٹ سے ہاتھ مار دے۔ دوسرے پل وہ ہلکے سے مسکرا دیا۔

"تھینک یو..." وہ یہ کہہ کر اپنے آگے رکھی فائل کو کھینچ کر کھولنے لگا۔ وہ اس موقع پر کسی قسم کی بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"پاپا سے مل آؤ تو اچھا ہے وہ تمہیں مس کر رہے ہیں" "اور ہاں۔ انہیں یہ خبر بھی دینا کہ تم آفس جانے لگے ہو۔" بابر یک دم ہنس پڑا۔

دل کی تسلی کو غالب یہ خیال اچھا ہے
کہ بابر آفس جانے لگا ہے

حازم نے ابرو اچکا کر اسے مصنوعی پن سے گھورا وہ ہنستا ہوا پلٹا۔

"او کے بائے۔" سگریٹ موبائل اور گاڑی کی چابی ٹیبل سے سمیٹ کر وہ۔ اڑنچھو ہو گیا۔

حازم نے ایک گہری سانس کھینچی۔ اور کرسی کی پشت سے سر ٹکا لیا۔

اسے بابر پر کبھی غصہ نہیں آتا تھا۔ اسے وہ ایک نا سمجھ اور لاپروا سا بچہ محسوس ہوتا تھا۔ اس کا خیال تھا وہ آہستہ آہستہ سمجھ دار ہو جائے گا۔

☆ ☆ ☆

حازم آفس سے نکل کر عباد گیلانی کے پاس آیا تو وہ اسے دیکھتے ہی بولے۔

"تم صبح سویرے میرے پاس کیوں نہیں آئے۔" ان کے انداز میں کھوج تھی۔ وہ چپ چاپ دیوار سے لگے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اور وضاحتی لہجے میں بولا۔

"آفس کے کچھ معاملات دیکھنے تھے۔ دو دن سے آفس بھی نہیں جاسکا تھا۔"

"نہیں۔ جھوٹ 'تم مومنہ کے رویے سے پریشان ہوگئے ہو۔ میں جانتا ہوں۔" عباد جلدی سے بولے۔

"تم نے میرے لیے اس کو ہرٹ کردیا ہے۔"

"پاپا۔ ہم اب اس ٹاپک پر بات نہ کریں تو بہتر نہ ہوگا۔" اس کا لہجہ بے مہر تھا۔

"حازم وہ ماں ہے تمہاری۔ محض بے کار ٹاپک نہیں ہے۔ جس پر ہم ڈسکس کررہے ہیں۔" وہ الجھ کر عباد گیلانی کی طرف دیکھنے لگا۔

"پاپا۔ میں حقیقتاً" الجھ گیا ہوں۔ بٹ میرے پاس ایسا کوئی سولوشن (حل) نہیں ہے۔" میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ۔ ان کا رویہ۔ درست تھا یا غلط۔"

عباد نے بیڈ سے اتر کر کھڑکی کھولتے ہوئے ایک نظر حازم کو دیکھا۔

وہ حقیقتاً" الجھا ہوا لگ رہا تھا۔ پھر وہ فضا میں پھیلی تاریکی کو گھورتے ہوئے بولے۔

"تمہارا اپنا دل کیا کہتا ہے کہ اس کا رویہ کیا ہونا چاہیے تھا۔"

حازم اٹھ کر ان کے نزدیک چلا آیا۔ اور دھیرے سے بولا۔

"شاید۔ ٹھیک ہی تھا۔ وہ اپنی جگہ درست ہیں۔ مگر پاپا میں آپ کو بھی....."

"حازم" عباد ہاتھ اٹھا کر اسے بولنے سے روکتے ہوئے بولا۔

"مجھے اس کے رویے پر کسی قسم کی تکلیف نہیں پہنچی۔ میں ہرٹ نہیں ہوا ہوں۔ بلکہ یقین کرو حازم۔ مجھے ایک طرح سے سکون ملا ہے' میری بے چینی' اضطراب کو قرار آگیا ہے۔ اسے تو مجھ پر برہم ہونا چاہیے تھا۔ یہ تو ایک بے ضرر سا غصہ تھا جو اس نے نکالا۔ میں تو اس سے بھی زیادہ کی توقع کررہا تھا۔ اسے تو مجھے دھکے دے کر باہر نکال دینا چاہیے تھا۔ مجھ سے نفرت کا کھلا اظہار کرنا چاہیے تھا۔ میں.... حازم میں تو اس سے زیادہ ڈیزرو کرتا ہوں۔"

"نہیں پاپا.... آپ.... آپ بس اس چیپٹر کو کلوز کردیں۔ جس طرح یہ پہلے بند تھا۔" اس کے لہجے میں ناگواری یا غصہ نہیں تھا' یاسیت تھی' اداسی تھی۔

"بند کردوں۔" عباد گیلانی نے اس کی طرف یوں دیکھا جیسے وہ انہیں کوئی سخت سزا سنا رہا ہو۔

"ہاں پاپا.... اس باب کو بند کردینا ہی اچھا ہے۔"

"نہیں حازم.... یہ تو وہ باب ہے' جو کبھی بند ہوا ہی نہیں' یہ میری روح' میری سانس سے جڑا ہوا ہے۔ وہ میرے مرنے کے ساتھ ضرور بند ہوسکتا ہے حازم۔ وہ مجھے معاف کرے نہ کرے' یہ اس کی مرضی.... مجھے اس سے کوئی شکوہ نہیں' مگر مجھے لگتا ہے اس سے اپنے تمام کردہ گناہوں کی معافی مانگ کر مجھے انوکھا سکون ملا ہے۔ یوں جیسے اندر آگ کے بھڑکتے الاؤ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے پڑے ہوں۔ جیسے بے قرار روح کو قرار آگیا ہے۔"

ان کا بدن کمزور پڑنے لگا۔ حازم نے انہیں تھام کر نزدیکی کرسی پر بٹھا دیا۔ اور خود ان کے سامنے رکھی ٹیبل پر بیٹھ گیا۔

"مجھے نہ آپ کی سمجھ آتی ہے' نہ ماما کی۔"

"چھوڑو۔ یہ بتاؤ کہ تمہیں حوریہ کیسی لگی۔" عباد گیلانی یکسر موضوع بدلتے ہوئے بولا اور حازم کو بغور دیکھا۔ پھر اس کا ہاتھ اپنے کمزور ہاتھ میں لے کر دباتے ہوئے بولے۔ "حوریہ بہت اچھی لڑکی ہے۔"

"حوریہ..." حازم نے الجھ کر انہیں دیکھا۔

"ہاں... پتا ہے حازم میں ساری رات ایک ہی بات سوچتا رہا ہوں۔"

"کیا...؟" وہ حیران سا باپ کا چہرہ تکنے لگا۔

"حوریہ سے تمہاری شادی..."

"واٹ..." وہ یک دم کھڑا ہو گیا۔

"ہاں حازم... میں نے پہلی نظر میں پہچان لیا کہ یہ بچی تمہارے لیے ایک بہترین شریک حیات ثابت ہو سکتی ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ تم... تمہارے ذہن میں لائف پارٹنر کا کیا تصور ہے" مگر... مگر مجھے لگتا ہے کہ یہ تمہارے لیے ایک بہترین جوڑ ہے۔"

"پاپا..." وہ بے ساختہ ہنسا۔

"آپ جانے کیا کیا سوچتے رہتے ہیں۔ اسی لیے کہتا ہوں اچھی اچھی کتابیں پڑھنا شروع کر دیں۔"

"کیا تمہیں اچھی نہیں لگی حوریہ..." عباد گیلانی نے اس کی تمام باتوں کو یکسر سنی ان سنی کرتے ہوئے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔ حازم ان کی طرف ہی دیکھ رہا تھا۔ باپ کی نظروں سے نظریں ملیں تو یک دم نگاہیں پھیر لیں۔

"کیا ہو گیا ہے پاپا آپ کو..." اب کے اس کا لہجہ پست تھا۔

"میں نے تم سے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو۔" اسی پل حازم کے جیب میں پڑے موبائل کی رنگ ہونے لگی۔ عباد گیلانی ایک ہلکی سی سانس بھر کر کرسی کی پشت سے ٹیک لگالی۔ حازم نے ایکسکیوزمی کہہ کر ان سے کچھ دور ہٹ کر موبائل ریسیو کیا۔ دوسری طرف حوریہ تھی۔ وہ چھوٹتے ہی بولی۔

"آپ حازم بول رہے ہیں۔"

"جی... آپ کون..." وہ قطعی نہ پہچان پایا تھا۔

"حوریہ... حوریہ عادل... آپ کی کزن..."

"اوں..." اس نے بے ساختہ عباد گیلانی کی طرف دیکھا تھا۔ پھر کمرے سے باہر نکلتے ہوئے بولا۔

"جی پہچان لیا۔" وہ راہ داری کی ریلنگ کے پاس کھڑا ہو گیا۔ وہ مستعجب تھا کہ حوریہ نے اسے کیوں کال کی ہے۔

"مجھے آپ سے ایک ریکوئسٹ کرنی ہے۔"

"جی فرمائیے..." وہ حیران ہوا۔

"آپ برائے مہربانی مومنہ پھپھو کے پاس ملنے مت آیئے گا۔ آپ نے انہیں بے حد ہرٹ کیا ہے' وہ نئے سرے سے ٹوٹ گئی ہیں۔ آپ کو کیا حق پہنچتا تھا کہ آپ انہیں اپنے پاپا کے لیے ہرٹ کریں۔"

"جی..." حازم اس حملے کے لیے قطعی تیار نہیں تھا۔ ہکا بکا رہ گیا۔ وہ جذباتی اور خفگی سے کہہ رہی تھی۔

"آپ کو اس کی تکلیف کا بالکل بھی اندازہ نہیں ہے۔ آپ صرف نام کے بیٹے ہیں۔ یاد رکھیے گا حازم صاحب... محض محبت کے دو لفظوں سے کسی کے دل میں جگہ پیدا نہیں ہو جاتی۔ یہ عملی ثبوت مانگتی ہے اور آپ نے اپنے باپ سے محبت کا عملی ثبوت دیا ہے۔ ماں سے نہیں۔"

"مائی گاڈ..." حازم کے اعصاب پر ضرب پڑی تھی۔ اس نے ہلکی سی سانس کھینچتے ہوئے کچھ کہنے کی کوشش کی مگر دوسری طرف سے لائن ڈس کنکٹ (منقطع) ہو چکی تھی۔ حازم نے اپنے موبائل کو یوں دیکھا جیسے وہ کوئی انوکھی چیز ہو۔

ایک لمحے اس کا دماغ ماؤف ہوا تھا۔ اس کے لیے یہ بالکل نیا تجربہ تھا۔ یوں کوئی لڑکی اسے کھڑے کھڑے اس کی غلطی کا احساس دلا دے۔ یوں حملہ کرے کہ وہ اپنے دفاع میں لفظ بھی نہ کہہ سکے۔ اسی نے ریلنگ سے لگ کر ایک لمبی سانس بھرتے ہوئے ذہن کی طنابوں کو ڈھیلا چھوڑ دیا اور اپنے اعصاب نارمل کرنے کی شعوری کوشش کرنے لگا۔ سگریٹ سلگا کر دھیرے دھیرے کش لگانے لگا۔

حوریہ کے الفاظ پر وہ کچھ دیر غور کرتا رہا۔ پھر سگریٹ ختم کی اور سر جھٹک کر عباد گیلانی کے کمرے میں چلا آیا۔ اس کے اعصاب اب مکمل کنٹرول میں تھے وہ ہنوز اسی زاویے سے بیٹھے اس کے منتظر تھے۔

"جی پاپا... آپ خاصے فریش لگ رہے ہیں۔ کیا خیال ہے کل کی بجائے آج ہی گھر چلتے ہیں۔" وہ کرسی کھینچ کر ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

"میں نے تم سے کچھ پوچھا تھا حازم... تم نے جواب نہیں دیا۔" حازم بے ساختہ ایک ہنکارا بھر کر پیچھے ہو کر کرسی کی بیک سے پشت لگالی۔

"تمہیں حوریہ... پسند ہے۔ کیا اس سے شادی کرو گے۔" عباد گیلانی کی نظریں حازم پر ٹکی تھیں۔ وہ ایک بار پھر اپنا سوال دہرا رہے تھے۔

"دیکھو۔ میں زبردستی اپنا فیصلہ مسلط نہیں کرتا ہوں۔ نہ کرنا چاہوں گا۔ تم اس سلسلے میں آزاد ہو... مگر... بس یہ میری خواہش ہے اور میری عمر بھر کا تجربہ یہ کہہ رہا ہے کہ یہ ایک بہتر فیصلہ ہوگا۔ آگے تمہاری مرضی..." حازم پر خیال انداز میں ابرو کو جنبش دی۔ اس کے لبوں پر مبہم سی مسکراہٹ پھیلی۔

"اگر میں آپ کا فیصلہ دل سے مان لیتا ہوں تو کیا یہ فیصلہ اور علی کے گھر والوں کو قبول ہوگا۔ آئی مین... حوریہ کے لیے قابل قبول... ہوگا۔" عباد گیلانی کی آنکھیں فرط مسرت سے یک دم چمکنے لگیں۔ انہوں نے حازم کے ہاتھ جکڑ لیے۔

"ہاں... کیوں نہیں... تم میں... تم میں کیا کمی ہے، تم کسی بھی لڑکی کا خواب ہو سکتے ہو۔ حوریہ کیوں ایکسپٹ (قبول) نہیں کرے گی۔"

"آپ حوریہ کو کتنا جانتے ہیں۔" وہ نرمی سے ان کا ہاتھ چھوڑ کر کرسی سے کھڑا ہو گیا اور گلاس ونڈو کے پاس جا کر باہر جھانکنے لگا۔

"میں مومنہ کو تو جانتا ہوں نا۔ وہ... وہ مجھے بالکل مومنہ کا ہی عکس لگی ہے حازم... اس کا ہر انداز مومنہ جیسا ہے۔" حازم نے گردن موڑ کر باپ کا پر مسرت چہرہ دیکھا اور خفیف سی سانس بھرتے ہوئے بولا۔

"ہو سکتا ہے وہ بھی مجھے آپ کے تناظر میں دیکھیں... مجھ میں ان کو آپ کا عکس دکھائی دے رہا ہو۔" اس نے کہا تو عباد گیلانی نے اس کی طرف دیکھا' یکلخت ان کا چہرہ تاریک ہوا تھا۔ جیسے روشن کمرے کی اچانک بجلی چلی جائے اور کمرہ اندھیرے میں ڈوب جائے۔ ان کے چہرے پر ایسا ہی اندھیرا پھیل گیا۔ اور خفیف سے احساس شکست سے بیڈ کراؤن سے کمر ٹکالی۔

"ہاں... ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں میری ریپوٹیشن (شہرت) میرا کردار۔ تمہارے خوب صورت روشن کردار کے آگے آسکتا ہے۔"

"میرا... یہ مطلب نہیں ہے پاپا..." حازم یکلخت شرمندہ ہو گیا۔ اسے اپنے کہے ہوئے الفاظ کی سختی کا احساس فوراً ہی ہو گیا تھا۔

"میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ عباد ہاؤس میں ان کی بیٹی کو کوئی خوشی نہ ملی تھی۔ تو وہ اپنی دوسری بیٹی کیسے بیاہ سکتے ہیں۔ انہیں تلخ تجربات ہوئے ہیں۔ وہ اس پر نہیں سوچیں گے۔" وہ عباد گیلانی کے نزدیک آیا۔ پھر ان کے

پژمردہ چہرے پر نگاہ ڈال کر بولا۔
"اوکے۔۔۔ اس ٹاپک کو یہیں ختم کردیں۔ ہم پھر ڈسکس کرلیں گے۔ یہ کوئی اتنا بڑا ایشو بھی نہیں ہے۔ آپ ٹینشن نہیں لیں۔"
وہ انہیں تھپکنے لگا، مگر عباد گیلانی خاموش رہے اور آنکھیں موندلیں۔

☼ ☼ ☼

"قسم لے لو امی۔۔۔ جو میں اس سے ملتی ہوں۔ بس ایک بار ملی تھی۔ وہ میرے پیچھے پڑا ہوا ہے میں نہیں۔"
فضا خود کو سنبھال کر جہاں آرا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرنے لگی۔ فوری طور پر اسے یہ ہی بات سمجھ میں آئی۔ جہاں آرا استہزائیہ انداز میں ہنسیں۔
"ایک حسین امیرزادے کے پاس لڑکیوں کی اتنی کمی پڑ گئی ہے کہ وہ ایک کوارٹر نما گھر میں رہنے والی لڑکی کے پیچھے باؤلا ہوا ہے۔ یہ دھول تم میری آنکھوں میں نہیں جھونک سکتی فضا۔۔۔ دنیا دیکھی ہے میں نے۔۔۔ ایسے ہی عمر کی منزلیں طے نہیں کرلیں میں نے۔۔۔"
"جو سچ ہے وہ میں نے کہہ دیا ہے۔ آپ جو بھی سمجھیں۔" وہ خود کو کمزور نہیں دکھانا چاہ رہی تھی۔ وہ مسہری سے کھڑی ہوگئی۔
"چلو مان لیں۔۔۔ تم بے قصور ہو اور وہ امیرزادہ۔ تم دو ٹکے کی لڑکی کے پیچھے پڑا ہوا، تو تم اس کی گاڑی میں کیوں بیٹھیں۔ اس کے ساتھ کہاں گئیں اور اس سے مہنگی مہنگی چیزیں کیوں وصول کرتی رہیں۔ اب بول دو۔ یہ بھی وہ زبردستی پکڑا کر جاتا تھا۔" جہاں آرا کی آواز فضا کے سر پر ہتھوڑے کی طرح لگنے لگی۔ سب کچھ کھل گیا تھا۔ اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا سا چھانے لگا۔
"آلینے دو تمہارا ابا کو۔۔۔ ساری باتیں اس کے سامنے رکھتی ہوں۔ پھر وہ جانے اور ان کی یہ پارسا بیٹی جانے۔۔۔"
فضا کو اپنے اعصاب ڈھیلے پڑتے محسوس ہوئے۔ نقاہت تو صبح سے ہی ہو رہی تھی۔ اس اچانک حملے سے وہ اعصابی طور پر بھی کمزور پڑنے لگی۔ وہ یک دم چکرائی۔ اس سے پہلے کہ گرتی جہاں آرا مسہری سے اٹھیں اور جلدی سے اسے تھام لیا۔
"اے فضا۔۔۔ فضا۔۔۔" وہ اسے پکارنے لگیں، مگر وہ بے ہوش ہو چکی تھی۔

☼ ☼ ☼

حوریہ نے ان کے کمرے میں جھانکا۔ وہ اپنے بیڈ پر چپ چاپ۔۔۔ سوچوں میں گم بیٹھی تھیں۔ وہ اندر آگئی۔
"پھپھو۔۔۔" اس نے ان کے کندھے کو نرمی سے چھوا۔
"خود کو کیوں سزا دے رہی ہیں۔ کل سے گم صم اداس بیٹھی ہیں کمرے میں۔ سزا دینا ہے تو اسے دیجیے، جس نے آپ کو ہرٹ کیا۔ آپ کو تکلیف پہنچائی۔ خود کو کیوں دے رہی ہیں آپ۔۔۔" مومنہ نے حوریہ کو دیکھا، پھر نرمی سے اس کا ہاتھ تھام کر اپنے بیڈ پر بٹھالیا۔
"میں خود کو کوئی سزا نہیں دے رہی ہوں۔ میں بھلا کیوں ہرٹ ہوئی ہوں۔" وہ مسکرانے کی کوشش کرنے لگی۔
"حازم نے آپ کو۔۔۔ ہرٹ کیا ہے پھپھو۔۔۔"
"نہیں۔۔۔ مجھے حازم سے کوئی شکایت نہیں۔"
"کیا۔۔۔" حوریہ نے تڑپ کر انہیں دیکھا۔

"ہاں حوریہ۔۔۔ اس نے کچھ غلط نہیں کیا۔ اس نے وہی کیا جو اسے کرنا چاہیے تھا۔ اس کے سامنے اس کا باپ موت اور زندگی کی کشمکش میں ہے۔ اس نے تو بس ایک فرماں بردار اولاد ہونے کا ثبوت دیا ہے۔"

"پھپھو۔۔۔ اس نے آپ کا دل دکھایا ہے۔" حوریہ کا لہجہ احتجاج کرتا ہوا تھا۔ "آپ ہرٹ ہوئی ہیں۔" مومنہ یوں مسکرائی جیسے کسی بچے کی معصوم سی ضد پر مسکراتے ہیں۔

"نہیں حوریہ۔۔۔ وہ اس کا باپ ہے۔ یہ رشتہ کوئی معمولی اور بے معنی تو نہیں ہے اور مجھے تو حیرت یہ ہے کہ جس ماحول میں وہ پلا بڑھا ہے۔ جس شخص کے ساتھ زندگی گزارتا رہا ہے۔ گیلانی ہاؤس میں جوان ہوا ہے۔ وہاں رشتوں کے احترام' ایسی وفاداریاں۔۔۔ ایسی محبت کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ عباد کا بیٹا ہو کر بھی میں نے اس کی آنکھوں میں رشتوں کا احترام دیکھا۔ رشتوں کا تقدس دیکھا۔"

"تو پھر۔۔۔ اس سے ناراض ہو کر' اسے ڈانٹا کیوں۔ اس پر غصہ کیوں کیا تھا اور کل سے کمرے میں بند ہو کر کیوں بیٹھی ہیں۔" مومنہ نے اس کی بات پر ایک خفیف سی تھکی ہوئی سانس بھر کر بیڈ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کرلیں۔

"اگر اسے رشتوں کے تقدس کا خیال ہوتا۔ وہ رشتوں کا احترام سمجھتا تو آپ سے بھی اسے محبت ہوتی۔ آپ کا خیال آتا' دل نہیں توڑتا۔ صرف باپ کا خیال نہیں کرتا۔" یاور علی دروازے پر آکر رک گئے تھے۔ حوریہ کی بات پر مسکرائے اور اسٹک کے سہارے اندر آگئے۔ حوریہ یاور علی کو دیکھ کر جذباتی انداز میں یاور علی کے پاس آگئی۔

"دیکھ رہے ہیں نانانو۔۔۔ پھپھو کل سے نہ کچھ کھا رہی ہیں' نہ بات کررہی ہیں۔ اتنی دکھی ہیں۔ ان کو حازم کے رویے سے تکلیف پہنچی ہے اور اب وہ حازم کی سائڈ لے رہی ہیں۔ اس کا دفاع کررہی ہیں۔"

یاور علی نے مومنہ کو دیکھا۔ وہ خاموش دیوار پر نظریں ٹکائے بیٹھی تھی۔ بظاہر اس کے وجود پر سناٹا چھایا ہوا تھا' مگر یاور علی جانتے تھے اس جامد سناٹے کے اندر تند و تیز طوفان چھپا ہوا تھا' محبت کا۔ میٹھی میٹھی مہکار کا۔

"تم جذباتی ہو رہی ہو حوریہ۔۔۔ وہ مومنہ کا وقتی غصہ تھا۔ جو در حقیقت عباد کے لیے تھا۔ وہ عباد سے نالاں ضرور ہے' حازم سے نہیں ہوسکتی۔ اسے پتا ہے وہ عباد کا بیٹا ضرور ہے' مگر اس کی رگوں میں اس کی ماں کا خون بھی ہے۔ عباد کے ساتھ پلا بڑھا ضرور ہے' مگر چار پانچ سال وہ اس کی ماں کی کوکھ میں رہا ہے۔ ابتدائی عمر کے لمحات بچے پر گہرے اثرات چھوڑتے ہیں۔" حوریہ نے مومنہ کو دیکھا پھر بولی۔

"تو کیا۔۔۔ آپ حازم کو معاف کردیں گی۔" وہ جانے کیوں بوکھلا سی گئی۔ جیسے کوئی بڑا خوف دل پر دھمک پیدا کررہا ہو۔ مومنہ مسکرائی۔

"کس بات کی معافی۔۔۔ اس نے کوئی جرم نہیں کیا پگلی۔ وہ اگر اپنے باپ کو کوئی خوشی دینا چاہتا ہے۔ اس کی کوئی تکلیف کم کرنا چاہتا ہے تو یہ اس کا جرم تو نہیں ہے نا۔"

"او مائی گاڈ۔۔۔" حوریہ کو اپنے اعصاب ڈھیلے پڑتے محسوس ہوئے۔ وہ بیڈ کے کنارے بیٹھ گئی۔

"ہاں۔۔۔ مجھے اس وقت بہت غصہ آیا۔ تکلیف بھی پہنچی۔ مگر جب میں نے سوچنا شروع کیا۔ تو مجھے اسی پر پہلے سے زیادہ پیار آنے لگا۔ مجھے فخر محسوس ہونے لگا۔ عباد ہاؤس میں رہنے والے کا دل جذبات اور نرم احساسات سے بھرا ہوا ہے۔ وہ رشتوں سے محبت کرنا اور انہیں نبھانا جانتا ہے۔" مومنہ کی بات پر یاور علی تائیدی انداز میں سرہلاتے ہوئے بولے۔

"ہاں مومی۔۔۔ اس لیے کہ وہ تمہارا بیٹا ہے۔ تمہارا دل اس کے لیے وسیع ہونا فطری بات ہے۔ مگر میں نے اور عادل نے بھی یہ بات محسوس کی ہے کہ وہ عباد سے بالکل برعکس ہے۔"

یاور علی' مومنہ کے پاس بیٹھے کہہ رہے تھے اور ادھر حوریہ۔۔۔ یہ سوچ کر پریشان ہونے لگی کہ یہ اس نے حازم

کے ساتھ کیا کردیا۔ اسے فون کرکے بری طرح جھاڑا ہے۔ حتیٰ کہ اسے یہاں آنے تک سے روک دیا ہے۔ کتنے برے انداز سے اس نے اسے جھڑک دیا تھا۔ اب.... اب اس کے نتائج کیا نکلیں گے۔ وہ جانے کیا سوچ رہا ہوگا۔ مائی گاڈ... اب وہ اس کا سامنا کیسے کرپائے گی۔ وہ بمشکل اپنے اعصاب کمپوز کرتی کمرے سے باہر چلی گئی۔

ٹیرس میں آکر بھی اسے گھٹن کا احساس ہو رہا تھا۔ یوں لگ رہا تھا جیسے ہوا ایک دم بند ہوگئی ہے۔ کچھ سوچ کر وہ کمرے میں آئی اور موبائل اٹھا کر حازم کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔ مگر دوسرے پل اس نے لائن ملتے ہی ڈس کنکٹ کردی۔ آخر وہ اس سے کہے گی کیا اگر کہے گی کہ بس غصہ آگیا تھا تو وہ ضرور پوچھ سکتا ہے کہ.... وہ کیونکر غصہ کرنے لگی۔ کیا حق رکھتی ہے غصہ دکھانے کا۔

"ہائے اللہ... اب کیا کروں۔" اس نے دوسری بار بھی نمبر ڈائل کرکے لائن ڈس کنکٹ کردی۔ پھر موبائل پھینکنے کے انداز میں رکھا اور سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

☆ ☆ ☆

حازم نے اپنے موبائل پر دو مس کالز دیکھیں تو اس کے ہونٹ میکانکی انداز میں سکڑ گئے۔ کچھ سوچ کر اس نے یاور علی کے گھر کے نمبر ڈائل کیے۔ اس کے پاس مومنہ کے پرسنل نمبر نہیں تھے۔ فون رقیہ بھابھی نے اٹھایا تھا اور حازم کی آواز سن کر محبت سے سلام دعا کرنے لگیں۔ پھر حوریہ کو آواز دے کر بولیں۔

"حوریہ... مومنہ سے کہو' حازم کا فون ہے۔" حوریہ کے ہاتھ میں پکڑا پانی کا گلاس بے اختیار پھسل کر فرش پر گرا۔ زوردار چھناکا ہوا۔ وہ خود بھی بوکھلا گئی۔

"کیا ہوا؟" رقیہ بھابھی وہیں سے بولیں۔

"کک... کچھ نہیں... گلاس گر گیا۔"

"کیا ہوگیا ہے تمہیں... اچھا حازم ہولڈ کرو۔ میں مومنہ کو بلاتی ہوں۔"

"ایکسکیوزمی... پلیز..." وہ جلدی سے بولا۔ "آپ مجھے مما کے سیل فون کا نمبر بتادیں۔ میں خود ہی کرلیتا ہوں۔"

"ہاں... یہ ٹھیک ہے۔ یوں بھی وہ اپنے کمرے میں ہے۔ ٹھہو میں دیتی ہوں۔" رقیہ بھابھی نے ماؤتھ پیس پر ہاتھ رکھنے کی زحمت بھی نہ کی اور حوریہ کو پکارنے لگیں۔

"تم سن نہیں رہی ہو۔ ادھر آؤ حوریہ..." (اوف... اب کیا مصیبت آگئی۔) وہ فرش پر جابجا بکھرے کانچ کے ٹکڑوں سے پیر بچاتی رقیہ بھابھی کی طرف آئی۔

"ذرا حازم کو مومنہ کے موبائل کا نمبر بتادو' مجھے تو یاد نہیں ہیں' ٹھیک ہے۔" انہوں نے یہ کہتے ہوئے حوریہ کو ریسیور پکڑا دیا۔

"برنر بھی کھلا چھوڑ کر آئی ہوں۔" وہ تیزی سے کچن کی طرف بھاگ لیں۔ ادھر حوریہ ریسیور پکڑے دم سادھے رہ گئی تھی۔

(باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)

☆ ☆